اشاعت خصوصی

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار 14 جولائی 2003ء

روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 14 جولائی 2003ء، 13 جمادی الاول 1424 ہجری-14 وفا 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 156

میں کامیاب ہوگیا

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دشمنوں نے ستر صحابہ کو دھوکہ سے تبلیغ کے بہانے بلایا مگر انتہائی سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا۔ قبیلہ کے سردار حضرت حرام بن ملحانؓ کو پشت کی طرف سے نیزہ مارا گیا جو جسم سے پار ہوگیا۔ جب خون کا فوارہ چھوٹا تو انہوں نے چلو بھر کر منہ اور سر پر پھیرا اور فرمایا: فزت برب الکعبہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع حدیث نمبر 3782)

راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے احمدیوں کے سردار کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا خراج تحسین

صاحبزادہ عبداللطیف کی قربانی کا واقعہ تمہارے لئے نمونہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو

عبداللطیف کہنے کو تو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا

سو سال قبل 14 جولائی 1903ء کو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کابل میں خدا کی راہ میں قربان کر دیئے گئے

صاحبزادہ عبداللطیف (۔) کی (قربانی) کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ ومنصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی ان کو ہیچ سمجھا یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا۔ بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی (قربانی) یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں 23 برس پہلے سے اس (قربانی) کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ (۔)

کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہوسکتا تھا کہ 23 یا 24 سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جا کر (قربان) ہوں گے۔ (۔) یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہوگیا۔

اس سے پہلے عبدالرحمٰن جو مولوی عبداللطیف (۔) کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرایا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے (۔) اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو (قربان) کرادیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے اس پیشگوئی کے معنے اب مخالفوں سے پوچھو کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ میں نہیں ہے؟ اور کیا یہ اب پوری نہیں ہوگئی ہے؟ کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسی کو بے گناہ ذبح نہیں کرتا ہے اس لئے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اس کو پکڑ سکے بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی؟ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس نشان کو پورا کرنے کے لئے کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا اور آخر 24 سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جس طرح پہلے فرمایا گیا تھا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 511)

وفا کا امتحان

تری راہوں میں کیا کیا ابتلا روزانہ آتا ہے
وفا کا امتحاں لینا تجھے کیا کیا نہ آتا ہے

احد اور مکہ اور طائف انہی راہوں پہ ملتے ہیں
انہی پر شعب بوطالب بے آب و دانہ آتا ہے

کنار آب جو تشنہ لبوں کی آزمائش کو
کہیں کرب و بلا کا اک کڑا ویرانہ آتا ہے

پشاور سے انہی راہوں پہ سنگستانِ کابُل کو
مرا شہزادہ لے کر جان کا نذرانہ آتا ہے

اسے عشق و وفا کے جرم میں سنگسار کرتے ہیں
تو ہر پتھر دم تسبیح۔ دانہ دانہ آتا ہے

جہاں اہل جفا، اہل وفا پہ وار کرتے ہیں
سر دار ان کو ہر منصور کو اٹکانا آتا ہے

جہاں شیطان مومن پر رمی کرتے ہیں وہ راہیں
جہاں پتھر سے مردحق کو سر ٹکرانا آتا ہے

جہاں پسران باطل عورتوں پر وار کرتے ہیں
نرِ مردان کو یہ ''شیوہ مردانہ'' آتا ہے

یہی راہیں کبھی سکھر کبھی سکرنڈ جاتی ہیں
انہی پر پنوں عاقل ، وارہ اور لڑکانہ آتا ہے

کبھی ذکر قتیل حیدر آباد ان پہ ملتا ہے
کہیں نو.بشاہ کا دکھ بھرا افسانہ آتا ہے

کہیں ہے کوئٹہ کی داستان ظلم و سفاکی
کہیں اوکاڑہ اور لاہور اور بُچیانہ آتا ہے

کہیں ہے ماجرائے گجرانوالہ کی لہو پاشی
کہیں اک سانحہ ٹوپی کا سفاکانہ آتا ہے

نوشاب اور ساہی وال اور فیصل آباد اور سرگودھا
بلائے ناگہاں اک نت نیا مولانا آتا ہے

بگولے بن کے اڑ جانا روش غول بیاباں کی
ہمیں آب بقا پی کر امر ہو جانا آتا ہے

ہماری خاک پا کو بھی عدو کیا خاک پائے گا
ہمیں رکنا نہیں آتا اِسے چلنا نہ آتا ہے

اسے رک رک کے بھی تسکین جسم وجاں نہیں ملتی
ہمیں مثل صبا چلتے ہوئے ستانا آتا ہے

تصور ان دنوں جس رہ سے بھی ربوہ پہنچتا ہے
تعجب ہے کہ ہر اس راہ پر ننکانہ آتا ہے

کبھی یادوں کی اک بارات یوں دل میں اترتی ہے
کہ گویا رند تشنہ لب کے گھر مے خانہ آتا ہے

عجب مستی ہے یاد یار مے بن کر برستی ہے
سرائے دل میں ہر محبوب دل رندانہ آتا ہے

وہی رونا ہے ہجر یار میں بس فرق ہے اتنا
کبھی چھپ چھپ کے آتا تھا اب آزادانہ آتا ہے

کلام طاہر

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر قاضی منیر احمد- مطبع ضیاء الاسلام پریس- مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 9 روپے

اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم کے حالات اور واقعہ قربانی

مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے درحقیقت جماعت ایک نمونہ کی محتاج تھی

حضرت مسیح موعود کی کتاب تذکرۃ الشہادتین سے انتخاب

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت 14 جولائی 1903ء جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت رکھنے والا اور ناقابل فراموش واقعہ تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے اس کی تفصیلات بتانے اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب اور حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب کا اسوہ قیامت تک زندہ رکھنے کی تحریک کرنے کے لئے تذکرۃ الشہادتین تصنیف فرمائی جو اکتوبر 1903ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں حضور نے ان دونوں شہداء کے حالات اور واقعات شہادت کی تفاصیل کے ساتھ اپنے دعویٰ اور اس کی صداقت کے دلائل بھی تحریر فرمائے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے واقعات حضور ہی کے الفاظ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ سہولت کی خاطر ذیلی عناوین خود لگائے گئے ہیں۔

لرزہ خیز ظلم

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں مگر جس ظلم کو ابھی میں ذیل میں بیان کروں گا۔ وہ ایک ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے.........

انہیں دنوں میں جب کہ......... نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوند زادہ مولوی عبداللطیف ہے۔ کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے۔ وہ سب دلیلیں ان کی نظر سے گزریں۔ اور چونکہ **وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خداترس اور تقویٰ شعار تھے۔** اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا۔ اور ان کو اس دعوے کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور ان کی پاک کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہوگیا۔

حضرت مسیح موعود سے ملاقات

آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی۔ چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے۔ اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ **ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔** اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود......... بیعت کے اور باوجود میرے دعویٰ کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے۔ اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو اور خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ ان کو ابتلاء پیش نہ آوے۔ اور اس خدمت کو اپنے پر بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں۔ لیکن میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا ہے کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ ان کا اول اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بد صحبت سے وہ گر جاتے ہیں۔ مگر اس جواں مرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل میں کن الفاظ سے بیان کروں کہ وہ نور یقین میں دمبدم ترقی کرتا گیا۔

بیعت کے محرکات

اور جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ میں ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ (۔) روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ مگر ان کے دل مومن نہیں اور ان کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع و اقسام کی معصیت سے پر ہیں۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہاء تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اکثر دل تاریک پردوں میں ایسے بے حس و حرکت ہیں کہ گویا مر گئے ہیں۔ اور وہ دین اور تقویٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ جس کی تعلیم صحابہؓ کو دی گئی تھی۔ اور وہ صدق اور یقین اور ایمان جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ اب وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے۔ اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ (دین) ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور میں نے بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائیں۔ اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر ان کو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کے ہر بیان کا مصدق پایا۔ اسی طرح بہت سے کلمات معرفت اور دانائی کے ان کے منہ سے میں نے سنے جو بعض یاد رہے اور بعض بھول گئے اور وہ کئی مہینہ تک میرے پاس رہے اور اس قدر ان کو میری باتوں میں دلچسپی ہوئی کہ انہوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے سو میں نے ان کو مستعد پا کر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف ان کے دل میں ڈالے.........

نشانات کا مشاہدہ

مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف ان کو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعویٰ کے دلائل سنے بلکہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا۔ بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کو دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور

طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی.........

.........ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی وجہ سے ان پر الہام اور وحی کا دروازہ کھولا گیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے بارے میں انہوں نے شہادتیں پائیں جن کی وجہ سے آخر کار انہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے منظور کیا جس کے مفصل لکھنے کے لئے اب وقت آ گیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق کی راہ میں مرنا قبول کیا۔ اس قسم کی موت (دین) کے تیرہ سو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہؓ کے اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلاشبہ **اس طرح ان کا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے حوالہ کرنا یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے۔** مگر ان کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک وشبہ کی حالت میں کب چاہتا ہے کہ اپنی جان دے دے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا۔ بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا ان کو سردار قرار دیا تھا وہ سب سے زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اور ان کی خاص زبان سے میں نے سنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ **اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔** اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور اخوان زادہ اور شہزادہ کے لقب سے اس ملک میں مشہور تھے۔

صاحب علم وجود

اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور تفسیر اور فقہ کا اپنے پاس رکھتے تھے اور نئی کتابوں کے خریدنے کے لئے ہمیشہ حریص تھے اور ہمیشہ درس وتدریس کا شغل جاری تھا۔ اور صدہا آدمی ان کی شاگردی کا فخر حاصل کر کے مولویت کا خطاب پاتے تھے۔ لیکن بایں ہمہ کمال یہ تھا کہ بے نفسی اور انکسار میں ایک مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنافی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت سے اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اس کو مانع ہو جاتی ہے مگر یہ شخص ایسا بے نفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا مگر تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے سے اس کو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشاء خدا کا ہے۔ اب ہم ذیل میں اس بزرگ کی شہادت کے واقعہ کو لکھتے ہیں کہ کس دردناک طریق سے وہ قتل کیا گیا اور اس راہ میں کیا استقامت اس نے دکھلائی کہ بجز کامل قوت ایمانی کے اس دارالغرور میں کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اور بالآخر ہم یہ بھی لکھیں گے کہ ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ آج سے تیئیس برس پہلے ان کی شہادت اور ان کے ایک شاگرد کی شہادت کی نسبت خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جس کو اسی زمانہ میں میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کیا تھا۔ سو اس بزرگ مرحوم نے نہ فقط وہ نشان دکھلایا جو کامل استقامت کے رنگ میں اس سے ظہور میں آیا۔ بلکہ یہ دوسرا نشان بھی اس کے ذریعہ سے ظاہر ہو گیا جو ایک مدت دراز کی پیشگوئی اس کی شہادت سے پوری ہو گئی جیسا کہ ہم انشاء اللہ اخیر میں اس پیشگوئی کو درج کریں گے۔

واقعات شہادت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آ کر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا۔ کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خاص دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے۔ قضاء وقدر سے یہ صورت پیش آئی کہ مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہر کر بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو جو ان کا شاگرد تھا۔ ایک خط لکھا کہ اگر آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لے گئے کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی کہ میں حج کو جاتا ہوں مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھہرنے سے پورا نہ ہو سکا اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور چونکہ وہ میری نسبت شناخت کر چکے تھے کہ یہی شخص مسیح موعود ہے۔ اس لئے میری صحبت میں رہنا ان کو مقدم معلوم ہوا۔ اور (۔) حج کا ارادہ انہوں نے کسی دوسرے سال پر ڈال دیا۔ اور ہر ایک دل اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ ایک حج کا ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آ جائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے (۔) انتظار ہے۔ تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا۔ ہاں باجازت اس کے دوسرے وقت میں جا سکتا ہے۔

ایک شریر کی سازش

غرض چونکہ وہ مرحوم (۔) اپنی صحت نیت سے حج نہ کر سکا۔ اور قادیان میں ہی دن گزر گئے تو قبل اس کے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں۔ اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں۔ احتیاطاً قرین مصلحت سمجھا کہ انگریزی علاقہ میں رہ کر امیر کابل پر اپنی سرگزشت کھول دی جائے۔ کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی انہوں نے مناسب سمجھا کہ بریگیڈیئر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظوں میں امیر کے گوش گزار کر دیں۔ اور اس خط میں یہ لکھا کہ اگرچہ میں حج کے لئے روانہ ہوا تھا۔ مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی اور چونکہ مسیح موعود کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسولؐ کا حکم ہے۔ اس مجبوری سے مجھے قادیان میں ٹھہرنا پڑا۔ اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا۔ بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا جب یہ خط بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانوں کے نیچے رکھ لیا اور اس وقت پیش نہ کیا مگر اس کے نائب کو جو مخالف شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا خط ہے اور وہ قادیان ٹھہرے رہے۔ تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا امیر نے بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔ اس نے امیر صاحب کے موجودہ غیظ وغضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی صاحب شہید نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا وہ خط افسر ڈاک خانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا۔ چونکہ قضاء وقدر سے مولوی صاحب کی شہادت مقدر تھی اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرہ شہداء داخل ہو چکا تھا اس لئے امیر صاحب نے ان کو بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا اور ان کی طرف خط لکھا کہ آپ بلاخطرہ چلے آؤ۔ اگر یہ دعویٰ سچا ہو گا تو میں بھی مرید ہو جاؤں گا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ خط امیر صاحب نے ڈاک میں بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہر حال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کی طرف روانہ ہو گئے اور قضاء وقدر نے نازل ہونا شروع کر دیا۔

مصائب کا آغاز

راویوں نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گزرے تو گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور ان کی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل میں مشہور تھا کہ امیر صاحب نے اخوندزادہ صاحب کو دھوکہ دے کر بلایا ہے۔ اب بعد اس کے دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے کہ جب اخوندزادہ صاحب مرحوم بازار سے گزرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی ان کے ہمراہ کئے گئے تھے کیونکہ ان کے خوست پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری ان کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آ چکا تھا۔ غرض جب امیر کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے سے ہی ان کے مزاج کو متغیر کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ کمر سے گردن تک گھیر لیتا ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگا دو۔ پھر اس کے بعد مولوی صاحب چار مہینہ قید میں رہے۔

استقامت کا بے مثل نمونہ

اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ تم اگر اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائے گی مگر ہر مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں صاحب علم ہوں اور حق وباطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے اور میرے اہل وعیال کی بربادی ہے۔ مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا۔ اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے۔ اس لئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا اور درحقیقت تعجب کا مقام ہے کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا اور اپنے فضائل علمی اور تقویٰ کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل وعیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا پھر یک دفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی

انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کر سکے۔ اور جان کو ایمان پر فدا کرے۔ بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف سے بار باران کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کے دعویٰ سے انکار کر دو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس کو میں نے خوب شناخت کر لیا اور ہر ایک طرح سے تسلی کر لی۔ اپنی موت کے خوف سے اس کا انکار کر دوں۔ یہ انکار تو مجھ سے نہیں ہوگا میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے حق پالیا۔ اس لئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہیں ہو گی کہ میں اس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دوں۔ میں جان چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اور فیصلہ کر چکا ہوں مگر حق میرے ساتھ جائے گا۔ اس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی ان کو فراموش نہیں کرے گی۔ اور کابل کے لوگوں نے اپنی تمام عمر میں یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔

خاص رعایت

اس جگہ یہ بھی ذکر کرنے کے لائق ہے۔ کہ کابل کے امیروں کا یہ طریق نہیں ہے کہ اس قدر بار بار وعدہ معافی دے کر ایک عقیدہ کے چھڑانے کے لئے توجہ دلائیں لیکن مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا اور ہزار ہا انسان اس کے معتقد تھے اور جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں وہ امیر کابل کی نظر میں اس قدر منتخب عالم فاضل تھا کہ تمام علماء میں آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائے گا اور یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کے مولویوں کے ہاتھ میں ہے اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کر لیں۔ پھر ممکن نہیں کہ امیر اس کے برخلاف کچھ کر سکے۔ پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف اس امیر کو مولویوں کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا۔ کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کریں۔ تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دیئے جاؤ گے اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقعہ ملتا رہے۔

خون کی محتاج زمین

اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے۔ اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا ان پر ثابت کیا جاتا تو ان اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا۔ کابل کی سرزمین پر یہ خون اس تخم کی مانند پڑا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے اور ہزار ہا پرندے اس پر اپنا بسیرا لیتے ہیں۔

آخری مباحثہ

اب ہم اس دردناک واقعہ کا باقی حصہ اپنی جماعت کے لئے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب چار مہینے قید کے گزر گئے تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی۔ اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی جائے گی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدے کے خلاف ہیں میری بحث کرائی جائے۔ اگر میں دلائل کی رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے۔ راوی اس قصہ کے کہتے ہیں کہ ہم اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔ امیر نے اس بات کو پسند کیا اور مسجد شاہی میں خان ملا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا بحث کے وقت مجمع کثیر تھا اور دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس بحث کے وقت موجود تھے۔ مباحثہ تحریری تھا۔ صرف تحریر ہوتی تھی۔ اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہیں جاتی تھی اس لئے اس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا پھر جب عصر کا وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور آخر بحث میں شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے۔ تو پھر تم عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو کیا وہ واپس دنیا میں آئیں گے یا نہیں۔ تو انہوں نے بڑی استقامت سے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اب وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے

تب تو وہ لوگ ان مولویوں کی طرح جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی بات کو سن کر اپنے کپڑے پھاڑ دیئے تھے۔ گالیاں دینے لگے اور کہا اب اس شخص کے کفر میں کیا شک رہا۔ اور بڑی غضبناک حالت میں یہ کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ پھر بعد اس کے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسی طرح پابزنجیر ہونے کی حالت میں قید خانہ میں بھیجے گئے اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے کہ جب شہزادہ مرحوم کی ان بدقسمت مولویوں سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لے کر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے پھر بعد اس کے وہ فتویٰ کفرات کے وقت امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت میں عمداً نہ بھیجے گئے اور نہ عوام پر ان کا مضمون بیان کیا گیا۔ یہ صاف اس بات پر دلیل تھی کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ کا کوئی رد نہ کر سکے مگر افسوس امیر پر کہ اس نے فتویٰ پر ہی حکم لگا دیا اور مباحثہ کے کاغذات طلب نہ کئے حالانکہ اس کو چاہئے تو یہ تھا کہ اس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائے گا خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بے گناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔ تو اس صورت میں مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا۔ کہ بہرحال افتاں وخیزاں اس مجلس میں جاتا اور نیز چاہئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جرم کے اس مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا۔ کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب میں ان کو رکھتا اور زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں اس کو دبا دیا جاتا اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیروں کے ساتھ اس کے سر پر کھڑے کئے جاتے اور اس طرح ایک عذاب اور رعب میں ڈال کر اس کو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اس کا فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور میں طلب کرتا بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیج دینے چاہئیں اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا۔ بلکہ چاہئے تھا کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویوں کے مقابل پر مغلوب ہو گیا اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں (......) اور حضرت مسیح کے فوت ہونے کے بارے میں نہ دے سکا۔ ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا اور باوجود صادق ہونے کے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے پھر بھی اس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے کر دیا گیا اور اس کی بیوی اور اس کے یتیم بچوں کو خوست سے گرفتار کر کے بڑی ذلت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست میں بھیجا گیا۔ (۔)

قید و بند کی صعوبتیں

بعد اس کے کہ کفر کا فتویٰ لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیجا گیا۔ صبح روز دوشنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنی خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اس وقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے ان کے پاس ہو کر گزرے اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کیا فیصلہ ہوا۔ شہید مرحوم کچھ نہ بولے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ مگر سپاہیوں میں سے کسی نے کہا کہ ملامت ہو گیا۔ یعنی کفر کا فتویٰ لگ گیا۔ پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا۔ اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے۔ یا سزا پاؤ گے تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا۔ اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت میں بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید مرحوم نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ ان باتوں کو بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ سنی سنائی باتیں نہیں بلکہ ہم خود اس مجمع میں موجود تھے اور مجمع کثیر تھا شہید مرحوم ہر ایک فہمائش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ ضرور ہے کہ میں اس راہ میں جان دوں۔

نئی زندگی

تب اس نے یہ بھی کہا کہ میں بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی کے بنا پر ہوگا جو اس وقت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں داخل ہو چکا تھا اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے۔ تب فرشتوں سے یہ خبر پا کر ایسا اس نے کہا۔ اور اس قول کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے۔ چھ روز تک مجھے مل جائے گی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنی ساتویں دن میں زندہ ہو جاؤں گا اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہوتے ہیں وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں۔ پس مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا۔

حضور کا کشف

اور میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ .... جو نہایت

خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔ اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے۔ اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دے گا۔ اس طرف میں نے یہ خواب دیکھی اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ کچھ روز تک میں زندہ کیا جاؤں گا میری خواب اور شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے۔

جماعت کے لئے نمونہ

شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجالاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلے میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیاداری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ کامل انسان بننے سے روکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہوں گے۔ مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں۔ کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔

سوئے مقتل روانگی

پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے۔ تب وہ فتویٰ اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔ اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے۔ اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا۔ اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسی ڈالی گئی۔ تب اسی رسی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔

اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا۔ اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ اس تماشا کے دیکھنے کے لئے گئی۔ جب مقتل پر پہنچے تو شہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا۔ اور پھر اس حالت میں جب کہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے۔ امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں۔ جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔ تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں۔

پتھروں کی بارش

تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ۔ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں۔ آپ چلا دیں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہو گیا۔ پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ میں چھ روز تک زندہ ہو جاؤں گا۔ اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہئے۔ بیان کیا گیا کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا 14 جولائی کو وقوع میں آیا۔ اس بیان میں اکثر حصہ ان لوگوں کا ہے جو اس سلسلہ کے مخالف

KHAN NAME PLATES
PANEL PLATES-MONOGRAMS-GRAPHIC DESIGNING-SHIELDS-BLISTER PACKAGING
VACUUM FARMING-COMPUTERIZED PHOTO ID CARDS & SCREEN PRINTING
TOWNSHIP LAHORE PH:5150862-5123862,EMAIL: knp_pk@yahoo.com

ربوہ میں ایک منفرد اور اعلیٰ ذائقے کا مرکز
علی تکہ شاپ
سیخی و شامی کباب، چکن تکہ کے ساتھ اب نئی پیشکش معیاری چکن اور بیف برگر
پروپرائیٹر: محمد اکبر
اقصیٰ روڈ ربوہ۔ فون 212041

M. MOOSA & SONS 100 YEARS ESTB. 1901
ایم موسیٰ اینڈ سنز
پروپرائیٹرز: مظفر احمد ناگی۔ طاہر احمد ناگی
ڈیلرز:۔ ملکی و غیر ملکی BMX+MTB بائیسکل اینڈ بی آر سیکلز
27۔ نیلا گنبد لاہور
فون: 7244220

الفضل روم کولر اینڈ گیزر
نیز پرانے کولر اور گیزر ریپئر اور تبدیل بھی کئے جاتے ہیں۔
1-B/265/16 کالج روڈ نزد اکبر چوک
ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 5114822-5118096
برانچ: اقصیٰ روڈ نزد ریلوے پھاٹک ربوہ P.P 212038

Importers & Exporters feel Free To Contact us
We are manufacturers of Leisure Sportswear;ie Track suits, Soccer, Golf, Base Ball, Boxing, Karate & Cricket Uniforms, Rainwear,working wear,polo shirts,Jackets, Wallets & Belts.
Remys INTERNATIONAL
RS
Street#2Deputy Bagh Bank Road, Sialkot Pakistan
Tel:+92-432-594642
Fax:+92-432-594822
Email:remysint@hotmail.com

فالکن ٹریڈنگ کارپوریشن
اعلیٰ معیار کا رائٹنگ، پرنٹنگ، آفسٹ اور پیکنگ کا کاغذ دستیاب ہے۔
الفیصل پلازہ۔ بنگالی گلی۔ کپٹ روڈ۔ لاہور فون 7230801-7210154
طالب دعا= ملک منور احمد
Email:omertiss@shoa-net

تھے جنہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے۔ اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان میں داخل ہیں کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہیں رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے۔ ہر ایک قصہ میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگوں نے امیر سے ڈر کر پورا پورا بیان نہیں کیا اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی۔ شہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی ہے۔ اب ظلم کا پاداش باقی ہے۔ (۔) مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں۔ جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

ہزاروں رحمتیں

اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔

...... صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ (۔) لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔ اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔

ظلم کی سزا

پہلے اس سے غریب عبدالرحمان میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا۔ مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہاں سے رخصت ہوئے۔ مگر ابھی کیا ہے یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ **اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔**

ایک جدید کرامت

جب میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو 16 اکتوبر 1903ء کو بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤں جو ایک مخالف کی طرف سے فوجداری میں میرے پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کرلوں اور اس کو ساتھ لے جاؤں۔ تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا صرف دو چار دن ہیں۔ اگر میں اسی طرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہیں ہو سکے گا۔ تب خدا تعالیٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی میں نے رات کے وقت جب کہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گزر چکی تھی اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ سو میں نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کے تصور سے دعا کی کہ یا الٰہی اس مرحوم کے لئے میں اس کو لکھنا چاہتا تھا۔ تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا (۔) یعنی سلامتی اور عافیت ہے۔ یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خدا کا منشاء

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جاں فشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی۔ اور میں نے کہا اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائمقام پیدا کر دے گا سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی۔

تذکرۃ الشہادتین طبع اوّل کا ٹائیٹل پیج

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوندزادہ سرآمد علماء

کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست

مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا

ذکر ہے اور نیز انکے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے

شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہوکر

نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنی

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام

حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع

اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

تعداد جلد ۸۰۰ **قیمت فی جلد ۸/**

یہ کتاب روحانی خزائن کی جلد 20 میں شامل ہے

تدفین

میاں احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں۔ 8 نومبر 1903ء کو مع عیال خوست سے قادیان پہنچے۔ ان کا بیان ہے مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جن میں وہ سنگسار کئے گئے تھے بعد اس کے میں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر رات کے وقت ان کی نعش مبارک نکالی اور پوشیدہ طور پر شہر میں لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اس کے ملازم کچھ مزاحمت کریں گے مگر شہر میں وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا میں گرفتار تھا۔ اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان میں جنازہ لے گئے اور جنازہ پڑھ کر وہاں دفن کر دیا یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھروں میں سے نکالے گئے تو کستوری کی طرح ان کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔

خدائے واحد کا پرستار

اس واقعہ سے پہلے کابل کے علماء امیر کے حکم سے مولوی صاحب کے ساتھ بحث کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے ان کو فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں۔ کیونکہ تم امیر سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ مگر میرا ایک خدا ہے۔ اس لئے میں اس امیر سے نہیں ڈرتا۔ اور جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے ہاتھو! کیا تم ہتھکڑیوں کی برداشت کرلو گے۔

ان کے گھر کے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپ کے منہ سے نکلی ہے تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ کیا بات ہے تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا۔ اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے نصیحت کی کہ میں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو۔ جس ایمان اور عقیدہ پر میں ہوں چاہئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔ اور گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے کہا کہ میں اس مجمع کا نوشاہ ہوں۔ بحث کے وقت ملاں نے پوچھا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اس کے امور میں بہت غور کی ہے۔ اس کی مانند زمین پر کوئی موجود نہیں اور بیشک اور بلاشبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مردوں کو زندہ کر رہا ہے۔ تب ملاؤں نے شور کر کے کہا کہ وہ کافر اور تو بھی کافر ہے اور ان کو امیر کی طرف سے اجازت ملتو یہ ... کے سنگسار کرنے کے لئے بھیجا ... دی گئی اور انہوں نے کہہ لیا کہ اب میں مروں گا۔ تب یہ آیت (...)

... ہمارے خداوں کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت تو ہی بخشتا ہے۔

پھر جب ان کو سنگسار کرنے لگے تو یہ آیت پڑھی (...) یعنی اے میرے خدا تو دنیا اور آخرت میں میرا متولی ہے مجھے (دین) پر وفات دے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔ پھر بعد اس کے پتھر چلائے گئے اور حضرت مرحوم کو شہید کر دیا گیا (...) اور سچ ... کہتے ہیں کہ کابل میں ہیضہ پھوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر حبیب اللہ خان کا جو اصل سبب اس خونریزی کا تھا اس کے گھر میں ہیضہ پھوٹا اور اس کی بیوی اور بیٹا فوت ہو گیا اور چار سو کے قریب ہر روز آدمی مرتا تھا۔ اور شہادت کی رات آسمان سرخ ہو گیا۔ اور ان سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے۔ (یعنی فرعون کی طرف جا میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں سنتا اور دیکھتا ہوں تو معتبر اور معطر ہے) اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ میں گرفتار ہو دنیا اس کو نہیں جانتی یہ امر ہونے والا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ میں اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔ اور میاں نور احمد کہتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف ڈیڑھ ماہ تک قید رہے اور پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ چار ماہ تک قید میں رہے۔ یہ اختلاف روایت ہے۔ اصل واقعہ میں سب متفق ہیں۔

(...20...)

الاحمد الیکٹرک سٹور
ہر قسم کا اعلیٰ معیار کا سامان بجلی دستیاب ہے
سپیشلسٹ - ڈسٹری بیوشن بکس - وائرنگ روڈ - لاہور
ڈیفنس چوک لاہور کینٹ فون: 042-666-1182
موبائل 0320-4810882

اسرار جنرل سٹور
سامان خیاطی - سٹیشنری - دھاگہ - کھلونے ہر قسم کے دستیاب ہے
حق بازار اوکاڑہ فون 522959p.p
طالب دعا: شیخ اسرار احمد - شیخ بلال احمد

رحمان جنرل سٹور
597058

اپورٹڈ 'ورائٹی' مدراسی' سنگا پوری بحرینی، اٹالین، بغیر ٹانکے کے دستیاب ہے
مبارک جیولرز
عابد جیولرز
مین بازار ڈسکہ
فون دکان: 04341-613871
رہائش 612571
موبائل 0300-6405169
طالب دعا: محمد ابراہیم عابد صراف - انیس اللہ صراف - برہان احمد خالد

BOOK POINT
Commercial Area
Chaklala Scheme NO 3
Rawalpindi Ph 5504262
Prop Syed Munawwar Ahmad

ظفر فرنیچر مارٹ (گلبانہ)
فضل الٰہی روڈ
پروپرائٹر منظور احمد ... حماریاں
511244 PP 511983

وڑائچ کیبنیٹکلز
فون آفس 0431-220021
طالب دعا - چوہدری اعجاز احمد وڑائچ - چوہدری ندیم احمد وڑائچ

ڈیلرز LG ...
انعام الیکٹرونکس
فون آفس (0571) 510086-510140
رہائش 512003

تمام ایئر لائن کے ٹکٹ خصوصی رعایتی ریٹ پر دستیاب ہیں۔
اور انٹرنیشنل ہوٹل ریزرویشن کیلئے ہماری خدمات دستیاب ہیں
طاہرا ایکسپریس انٹرنیشنل
فون آفس 051-2275738-2275757-2201277

جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
دوبئی پراپرٹی سنٹر
دارالرحمت شرقی الف ربوہ فون: 213257
پروپرائٹر سعید احمد - فون گھر: 212647

اعلیٰ کوالٹی کے کپڑے اور بہترین سلائی کے لئے
ST
سپر ٹیلرز اینڈ سپر فیبر کس
1 بلاک 6-فی سپر مارکیٹ اسلام آباد 44000 پاکستان فون 2877085 فیکس 826934

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
قائم شدہ 1958ء
شبابی: ہربل روغن
تابانی: ...
فون 211538
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

IATA
سلک ویز ٹریول اینڈ ٹورز
بیرون ملک ہوائی سفر کی کنفرمڈ ریزرویشن اور ارزاں ٹکٹ کے علاوہ پاکستان کے خوبصورت مقامات کی سیاحت کیلئے آپ کی اپنی ٹریول ایجنسی آپ سے صرف ایک فون کال کے فاصلے پر
3۔ گوندل پلازہ فضل الحق روڈ بلیو ایریا اسلام آباد
فون 2270987-2875792 فیکس 2277738

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہو الناصر
1960ء سے خدمت میں مصروف
بے اولاد مردوں اور عورتوں کیلئے مشورہ اور کامیاب علاج
جدید طب کا باکمال نسخہ "نعمت الٰہی"
نرینہ اولاد کیلئے مفید علاج
ناصر ہومیو کلینک مین بازار ... حافظ آباد
فون کلینک: 0438-523391-523392

کراچی اور سنگاپور کے K-21 اور K-22 کے فینسی زیورات کا مرکز
العمران جیولرز سیالکوٹ
AIJ
الطاف مارکیٹ - بازار کاٹھیاں والا
فون دکان 594674 فون رہائش 553733
موبائل 0300-9610532

CHILDREN BROUGHT UP THROUGH HOMOEOPATHIC TREATMENT ARE HEALTHY
INTELLIGENT AND STRONG
DR. MANSOOR AHMAD
D 583, FAISAL TOWN
LAHORE PH:5161204

سید حسن خان صاحب

افغانستان۔ عبرتناک داستانوں کی تاریخی سرزمین

افغانستان کا جغرافیہ

کبھی یہ ملک، پاکستان، ہندوستان اور روس کے مختلف حصوں کو ملا کر ایک ملک افغانستان کہلاتا تھا۔ مگر ایک سو سال پہلے اس ملک کی باقاعدہ حد بندی کا تعین کیا گیا۔ افغانستان کا کل رقبہ 250000 مربع میل ہے۔ یہ ملک مشرق سے مغرب تک 700 میل اور شمال سے جنوب تک 550 میل چوڑا ہے۔ یہ ملک چار بڑے ملکوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ یعنی شمال میں چین مغرب میں روس، مشرق میں پاکستان اور جنوب میں ایران واقع ہے۔ اگر اس ملک کے نقشہ کو دیکھا جائے تو یہ ایک پتہ کی شکل دکھائی دیتا ہے۔ اس ملک کا زیادہ رقبہ بلند و بالا اور سرسبز پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ ان میں ہندوکش کے دیو قامت اور حسین و جمیل پہاڑ واقع ہیں۔ ان حسین پہاڑوں کا سلسلہ چین سے شروع ہو کر پاکستان کی سرحد تک پہنچتا ہے۔

افغانستان میں دریائے کابل سب سے زیادہ مشہور ہے جو کہ افغانستان سے ہوتا ہوا پاکستان میں دریائے سندھ میں جا ملتا ہے امور، دریائے ہیلمنڈ دریائے ہری رڈ ہے جس کی لمبائی تقریباً چھ سو پچاس میل ہے۔ اور دریائے فرہا ہیں۔ افغانستان سمندر سے بہت دور ہے اور اس کی کوئی بندرگاہ نہیں۔

افغانستان کی تاریخ

افغانستان کے بارے میں تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل ایران کے دو قبیلے جن کا لیڈر سائرس (Syrus) تھا۔ اس نے افغانستان پر پانچ سو سال حکومت کی تھی۔ اس کے بعد سکندر اعظم اٹلی سے اٹھا اور یلغار کرتا ہوا افغانستان پہنچا اور 330 ق م میں سارے افغانستان پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد مختلف حکمران آئے جیسے عرب، ترک، ہندوستانی، مغل اور پھر ایک جابر اور جنگجو حملہ آور چنگیز خان نے اس ملک کو فتح کیا اور بری طرح پامال کیا۔ افغان ایک جفاکش اور محنتی قوم ہے۔ اس ملک کی تاریخ لڑائیوں اور دنگا فساد میں اٹی پڑی ہے۔ پچھلی تاریخ کے مطابق اس ملک میں رہنے والے ازبک، ترکمانی و تاجی (تاجکستانی) اور پختون یہاں پر صدیوں سے آباد ہیں۔ ایک زمانہ میں یورپین، ہندوستانی، ایرانی اور دیگر ممالک کے باشندے ہجرت کر کے یہاں آ بسے تھے۔ اسی طرح عربوں نے ادھر کا رخ کیا تھا اور یہاں پر اسلامی اقتدار قائم کیں۔ پھر مغل بادشاہوں میں سے ظہیر الدین بابر نے یہ ملک فتح کیا اور یہاں پر مغلوں نے دو سو سال حکومت کی۔ مغل بادشاہوں کی حکومت جب کمزور پڑی تو سترھویں صدی عیسوی میں ایرانی اور ہندوستانی اقوام پھر برسرپیکار ہوئیں۔

(افغانستان مسٹر ہنری گلفورڈ۔ 1980ء)

1747ء میں ایرانی جنرل کی وفات کے بعد احمد شاہ سدوزئی نے حکومت سنبھال لی اور قندھار کا علاقہ زیر نگیں کر لیا۔ قندھار کی فتح کے بعد وہ پورے افغانستان کا حکمران بن بیٹھا اور ''درران'' کا لقب رکھ لیا۔ ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی ہر روز کی لڑائیوں نے ملک کا امن تباہ کر دیا۔ 1838ء سے 1842ء تک انگریزی فوجیں افغانستان سے برسرپیکار رہیں۔ مگر بہادر اور غیور افغان قوم نے بے سروسامانی کے باوجود ان کے پاؤں جمنے نہ دیئے۔ جس کے نتیجہ میں برٹش افواج کو افغانستان سے بھاگنا پڑا۔ ایک وقت جب کہ روس اور برطانیہ اپنی اپنی اجارہ داریاں بڑھانے میں مشغول تھے تو روس نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر ترکستان اور بخارا کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ چنانچہ روس نے چند شرائط کے ساتھ اپنا ایک ایلچی افغانستان بھیجا ادھر انگلستان نے بھی اپنے ایجنٹ بھیجے مگر انگلستان اپنی چالوں میں ناکام رہا۔

1888ء میں روس اور افغانستان کے بارڈر کا تعین کیا گیا نیز 1907ء میں ایران اور افغانستان کے مابین بارڈر کا تعین ہوا۔ 1929ء میں سردار حبیب اللہ خان ''بچہ سقہ'' نے اس وقت کے حکمران امیر امان اللہ کو اقتدار سے ہٹا کر اس ملک کی باگ ڈور خود سنبھال لی۔ اس کے بعد امیر امان اللہ کے کزن صدر محمد نادر خان نے بچہ سقہ کو قتل کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ 1933ء میں اس کا بیٹا محمد ظاہر شاہ بادشاہ بنا جب کہ اس کی عمر صرف انیس سال تھی۔ اس حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس نے برسراقتدار آ کر عوام کی خواہشات کو زیادہ سے زیادہ مدنظر رکھا اور حکومت میں شامل کیا۔ بلکہ اس نے باپ اور چچا کی پالیسیوں کے برعکس راستہ اختیار کیا۔ 1973ء میں جب کہ ظاہر شاہ اپنے نجی دورہ اٹلی پر تھا تو ایک فوجی، لیفٹیننٹ جنرل محمد داؤد نے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اور خود حکمران بن گیا۔ جس کو کمیونسٹوں کی مدد حاصل تھی۔ اس نے آتے ہی روسیوں کی منشاء کے خلاف ملک کو ڈیموکریٹک ریپبلک بنانے کا اعلان کر دیا۔ مگر جلد ہی اس کے متعلق عوام میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ وہ خود کمیونسٹ ہے اور ملک سے اسلام کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ جس سے اسلامی جماعتوں کو اس حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ پھر گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد اس کا بھی وہی حشر ہوا جو باقیوں کا ہوا۔ 1979ء میں حفیظ اللہ نے روس کی پشت پناہی میں اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ترا کی کے محل میں داخل ہو کر ایک نئی حکومت کا اعلان کر دیا۔ حفیظ اللہ امین نے آتے ہی روسیوں کو دو ٹوک جواب دیا کہ وہ افغانستان میں کمیونزم نہیں چلنے دے گا۔ جس سے روس کی حکومت سخت ناراض ہو گئی۔ بالآخر روس نے پانچ ہزار کی فوج سے بڑھا کر 95000 تک کر دیا چونکہ افغانستان ایک مفلوک الحال ملک ہے اس لئے روس جیسے بڑے ملک سے شانہ بشانہ ٹکر لینا مشکل تھا اس لئے روس۔ سے گوریلا جنگ شروع کر دی گئی اور افغان پہاڑوں پر مورچہ بند ہو گئے۔ افغان گوریلوں نے روس کی رسد کو روکنے کے لئے خفیہ حملے شروع کر دیئے۔ 1980ء میں یو این او نے ایک ریزولیشن پاس کیا کہ روس کا حملہ ناجائز ہے اور روسی فوج کو افغانستان سے فوری نکلنے کا حکم جاری کر دیا۔ ادھر امریکہ نے روس کو کمزور کرنے کے لئے خفیہ طور پر افغان گوریلوں کو پاکستانی حکومت کے ذریعہ جہاں اس وقت فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی، دھڑا دھڑ اسلحہ بھیجنا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے روس کی افواج افغانستان کے بڑے بڑے شہروں پر قابض ہو چکی تھیں۔ پھر بھی افغان گوریلوں نے چار سال تک کی مسلسل جنگ کے بعد روس کو اس ملک سے ذلت اور رسوائی سے مار بھگایا۔ افغانستان میں طالبان حکومت برسراقتدار رہے اور پھر 11 ستمبر 2001ء کے واقعہ کے بعد طالبان حکومت ختم ہو کر حامد کرزئی کی حکومت بنی۔

افغانستان کی آب و ہوا

یہاں کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد ہے۔ مگر گرمیوں میں جتنی بھی گرمی پڑے راتیں ہمیشہ سرد ہی ہوتی ہیں۔ پہاڑوں پر دس مہینے برف پڑتی ہے۔ افغانستان کے جنوب مغرب اور شمال میں بڑے صحراء بھی واقع ہیں جہاں سے گرمیوں میں ان علاقوں میں شدید آندھیاں اٹھتی ہیں۔ جن کی رفتار ایک سو میل فی گھنٹہ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ جو گرد و پیش میں سخت تباہی لاتی ہیں اور خانہ بدوشوں کے خیموں کو اکھاڑ پھینکتی ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں جو وادیاں ہیں ان میں موسم کافی معتدل ہوتا ہے۔ ان جگہوں پر نومبر سے اپریل تک برف باری ہوتی ہے۔ گرمیوں میں عموماً بادل چھائے رہتے ہیں۔ نشیبی علاقوں میں لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

کھیتی باڑی جنگلات اور جانور

یہاں کی مشہور فصلیں گندم، جو، چاول، مکئی اور جوار ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی سبزیاں بھی اگائی جاتی ہیں۔ اس ملک میں اعلیٰ قسم کی افیون کاشت کی جاتی ہے۔ جو کہ زیادہ تر ادویات کے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ یہاں جنگلات بھی کافی پائے جاتے ہیں جن سے کارآمد لکڑی مہیا کی جاتی ہے۔ مگر بیرونی تعلقات کی کمی کی وجہ سے یہاں لکڑی باہر کے ممالک نہیں بھیجی جاتی۔

افغانستان میں جنگلی بکرا، ریچھ، لومڑی، گیدڑ، غزال ہیں ایک زمانہ میں ببر شیر بھی پایا جاتا تھا مگر وہ شکاریوں کی نظر ہو چکا ہے۔ نیز گھوڑا، گدھا اور اونٹ بھی ہیں جو کہ بار برداری کے کام آتے ہیں۔ پالتو جانوروں میں بھیڑ، بکری اور گائے بھینس پائی جاتی ہے۔ اس ملک میں ایک مشہور کتا بھی پایا جاتا ہے۔ جسے افغانی لوگ ''کوچی'' کہتے ہیں جو کہ جسم میں گدھے کے برابر ہوتا ہے۔ نیز اس ملک میں قراقلی بھیڑ بھی پائی جاتی ہے۔ جو ریشم جیسی ملائم ہوتی ہے۔ اس کی تیار کردہ ٹوپیاں ساری دنیا میں مشہور ہیں۔

افغانستان کے مشہور شہر

ہرات، غزنی، قندھار اور کابل اس ملک کے مشہور شہر ہیں جن کا مختصراً یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

(1) ہرات یہ بہت ہی قدیم اور مشہور شہر ہے۔ اس کی عمر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سکندر اعظم کے افغانستان پر قابض ہونے سے پہلے سے آباد تھا۔ یہ شہر ایران اور ہندوستان کی اہم رسد گاہ تھی۔ یہاں پر ایک سڑک ہے جو کہ افغانستان کو ایران سے ملاتی ہے۔ یہ سڑک افغانستان پر حملہ آوروں کے لئے ایک اہم گزرگاہ تھی۔ ہرات ایک زمانہ میں تعلیمی لحاظ سے بہت مشہور شہر تھا۔ یہاں پر مساجد اور مدرسے قائم ہیں۔ ایک مسجد یا قلعہ ہے جس کے باہر مینار ہیں جو کہ 1400ء میں بنائی گئی۔ غالب یہ خیال ہے کہ یہ مشہور شاعر ''شاہ رخ'' کے نام پر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہاں اس کا مزار بھی ہے جس کو گزرگاہ کہتے ہیں۔ ایک مشہور بزرگ ولی، عابد و زاہد شہاب الدین حامد الجامی کی آرام گاہ بھی ہے۔ آپ شیخ احمد معروف زادہ کے پوتے تھے۔ آپ کے بارے میں ایک مشہور سیاح ''ابن بطوطہ'' کے سفرنامہ میں ذکر ہے کہ یہاں حضرت عزرائیل کے بھی بے شمار ماننے والے آباد ہیں یہ شہر اپنی خوبصورتی میں لاجواب ہے جہاں پر جگہ جگہ پھول اور

سبزہ ہے۔ یہاں کے باشندے صلاح و عفاف اور دیانت سے متصف ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مذہب کے پیروکار ہیں، فساد سے بالکل پاک ہیں۔"

(سفر نامہ ابن بطوطہ)

(2) غزنی: یہ شہر ہزاروں سال پرانا ہے۔ ایک زمانہ میں یہ شہر ترکوں کا دارالحکومت تھا۔ اس زمانہ میں ترکوں نے بہت سی فتوحات کیں ان کا اثر ایران سے ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے بعد چنگیز خان نے ان کی حکومت کو 1221ء میں ختم کیا۔ یہ شہر بھی ہرات کی طرح بے شمار شعراء اور فلاسفروں کی آماجگاہ تھی۔ عین ممکن ہے کہ اس شہر میں ابھی بھی ان شعراء کی نسلیں آباد ہوں۔

(3) قندھار: تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے سکندر اعظم کے زمانہ میں اس شہر کا نام بھی اس کے نام پر اسکندر اعظم یا اسکندر آباد تھا۔ اسکندر اعظم کی وفات پر ایک سو سال گزرنے کے بعد اس شہر کا نام قندھار رکھا گیا۔ 1500ء میں مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر نے اس کو فتح کیا۔ اس سے قبل یہ بدھوں کی آماجگاہ بھی رہا ہے۔ یہاں حضرت محمد ﷺ کا ایک "چوغہ" بھی رکھا گیا ہے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس تبرک کو احمد شاہ سدزوئی عرب سے 1747ء میں لائے۔

(افغانستان ہسٹری گلفورڈ)

(4) کابل: یہ شہر چار ہزار سال پرانا ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان واقع کابل شہر 1776ء سے افغانستان کا دارالخلافہ ہے۔ دریائے کابل شہر کے بیچ سے گزرتا ہے۔ اس کا مشہور قلعہ جس کا نام "بالا حصار" ہے۔ پانچویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا۔ یہ بھی تاریخ کے مطابق کئی دفعہ بنا اور اجڑا۔ ہزاروں سال پہلے یورپین قافلے جب ہندوستان اور چین کے دورے پر جاتے تو کابل میں ان کا ضرور پڑاؤ ہوتا۔ یہاں پر لوگ زیادہ تر کاروباری ہیں جو کہ میووں اور مصالحوں کے کاروبار کرتے ہیں۔

کابل کی تاریخ کے بارے میں ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ یہاں کے سب سے بڑے پہاڑ کا نام "کوہ سلیمان" ہے نیز لکھتا ہے کہ "کہتے ہیں کہ نبی اللہ سلیمان علیہ السلام نے اس پہاڑ پر چڑھ کر سرزمین ہند کی طرف دیکھا تھا۔ اس وقت یہ تاریک پہاڑ تھا۔ اس لئے آپ وہاں سے پلٹ آئے اور اس پہاڑ میں داخل نہ ہوئے، اس لئے اس پہاڑ کا نام "کوہ سلیمان" رکھ دیا گیا۔

(سفر نامہ ابن بطوطہ)

افغانستان میں مذہب

افغانستان میں تقریباً 80 فیصد آبادی سنی مسلم اور 18 فیصد شیعہ مسلم ہیں۔ اس کے علاوہ اس ملک میں ہندو، سکھ، زرتشت اور لامذہب بھی پائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" تحریر فرمائی اور پٹھانوں کو اسرائیلی النسل قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہ بخت نصر کے زمانہ میں بارہ یہودی قبیلے شام سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے۔ جن کو تعلیم دینے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں تشریف لائے، یہ لوگ ان کی تعلیم پر ایمان لائے۔ پھر اسلام کے ظہور کے بعد مبلغین اسلام کی تبلیغ سے اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ یہاں زرتشت مذہب والوں کا عقیدہ ہے کہ ایک سچے مسیح کا ظہور ہونے والا ہے۔

افغانوں کے عادت واطوار

افغان قوم جفاکش ہونے کے ساتھ بہت مہمان نواز بھی ہے۔ ان کے گھر اگر کوئی دشمن بھی مہمان بن کر آ جائے تو اس کی اسی طرح مہمان نوازی کرتے ہیں جیسے عام صورتوں میں کی جاتی ہے۔ مہمان اگر کسی وجہ سے دوسرے کے پاس چلا جائے تو یہ لوگ مرنے مارنے تک پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں "جرگہ" یا پنچائیت کا رواج ہے۔ مظلوم کا حق دلانے کے لئے جرگہ کے ذریعہ اس کا فوری فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ہر ضرورت مند کی ضرورت کا پورا کرنا اس جرگہ کا اولین فرض سمجھا جاتا ہے۔ اس قوم کی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی اور اس کے بچوں کی کفالت کی خاطر اس عورت کی شادی اس کے فوت شدہ خاوند کے بھائی سے کر دی جاتی ہے یا فوت شدہ خاوند کے بھائی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی بھابھی سے شادی کر کے اس کی اور اس کے بچوں کی کفالت کا بیڑہ اٹھائے۔ اس قوم میں "خان" کا لفظ ایک لیڈر کے طور پر بولا جاتا ہے۔ خان اگر اپنے ضروری فرائض میں کوتاہی برتے یا ناانصافی کا مرتکب ہو تو اس کو اس لقب یا عہدے سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

لاثانی وجود

"ملک کابل میں ان کو شہزادہ عبداللطیف بھی کہتے ہیں، یہ ایک بڑے خاندان کے رئیس اور صاحب علم وفضل تھے اور پچاس ہزار کے قریب ان کے متبعین اور شاگرد اور مرید تھے۔ علم حدیث کی تخم ریزی اور اشاعت اس ملک میں مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے بہت ہوئی تھی اور باوجود اس قدر علم اور فضل اور کمال کے جس کی وجہ سے وہ ان ملکوں میں لاثانی شمار کئے جاتے تھے۔ انکسار اور فروتنی ان کے مزاج میں اس قدر تھی کہ گویا عجب اور تکبر کی قوت ہی ان میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ ص 61)

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے
VIP ENTERPRISES
13- Panorama Centre
Blue Area Islamabad
سہیل صدیقی: 2270056-2877423

عینکیں و چشمے کونٹیکٹ لینز
سٹینڈرڈ آپٹیکل سروس بانو بازار چوک شہیداں سیالکوٹ
لئیق احمد بھٹی فون: 586707

سپلٹ اینڈ ونڈو ائر کنڈیشنر سپیشلسٹ
نیز نو فراسٹ اینڈ ڈائرکٹ کول کی ریپیئرنگ
اینڈ ڈھننگ پینٹنگ کا کامیاب اور بہتر ادارہ
نیشنل کولنگ سنٹر کچا بازار دارالرحمت وسطی ربوہ فون 211152

طالب دعا: انصر کلیم، عرفان فہیم
انصر سٹیل لوہا مارکیٹ لنڈا بازار لاہور
ڈیلر: سی آر سی شیٹ اور کوائل
فون آفس 7641102-7641202 فیکس 7632188
E-mail:imran@worldsteelbiz.com.pk

1924ء سے خدمت میں مصروف
راجپوت سائیکل ورکس
ہر قسم کی سائیکل، ان کے حصے، بے بی کارز، پرامز، سونگز، واکرز وغیرہ دستیاب ہیں۔
پروپرائٹرز: نصیر احمد راجپوت - منیر احمد اظہر راجپوت
محبوب عالم اینڈ سنز
24- نیلا گنبد لاہور فون نمبر 7237516

The Vision of Tomorrow
NEW HAVEN PUBLIC SCHOOL
MULTAN, ☎ 061-553164, 554399

ڈیلر: ریفریجریٹر، ائیرکنڈیشنر، ڈیزرٹ کولر، کوکنگ رینج، گیزر
فخر الیکٹرونکس
ہیٹر، واشنگ مشین، مائیکرو ویو اوون اور سٹیبلائزر
فون 7223347- 7239347-7354873
1- لنک میکلوڈ روڈ، جودھامل بلڈنگ لاہور

For Genuine TOYOTA Parts
AL-FURQAN
MOTORS PVT LIMITED
Ph: 021- 7724606 7724609
47- Tibet Centre M.A. Jinnah Road, KARACHI

TOYOTA, DAIHATSU
ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
فون نمبر 021-7724606 7724609
47- تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

مینوفیکچرز وڈیلرواشنگ مشین۔ گیزر کوکنگ رینج۔ہیٹر وغیرہ
نور ہوم اپلائنسز
B-1/32 چاندنی چوک راولپنڈی
پروپرائٹر: محمد سلیم منور
فون: 051-4451030-4428520

العطاء جیولرز
DT-145-C کری روڈ
ٹرانسفارمر چوک راولپنڈی
پروپرائٹر۔ طاہر محمود ☎ 4844986

انگریزی ادویات و یونانی جات کا مرکز بہترین تشخیص مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد فون 647434

شاہد الیکٹرک سٹور
ہر قسم سامان بجلی دستیاب ہے
پروپرائٹر: میاں ریاض احمد
متصل احمدیہ بیت الفضل گول امین پور بازار
فیصل آباد فون نمبر 642605-632606

چوہدری ہوزری سٹور
بنیان' جراب' تولیہ اور جرسیوں
کی اعلیٰ ورائٹی کا مرکز
جھنگ بازار چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد
فون: 619421

HAROON'S
Shop No.5 Moscow plaza + Shop No.8 Block A,
Blue Area Islamabad + Super Market Islamabad
PH:826948 + PH:275734-829886

KOH-I-NOOR
STEEL TRADERS
220 LOHA MARKET LAHORE
Importers and Dealers Pakistan Steel
Deals in cold Rolled,Hot Rolled,
Galvanized Sheets & Coils
Tel:7630055-7650490-91 Fax:7630088
Email : bilalwz@wol.net.pk
Talib-e-Dua,Mian Mubarik Ali

راحت
SUPER سپر SIZE سائز
SPECIAL سپیشل QUALITY کوالٹی
T.M

اتحاد برنر فیکٹری اینڈ اتحاد لائٹ ہاؤس
برنر۔ چولہے۔ سٹوو۔ گیس بتی اور دیگر سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون بازار سے بارعایت حاصل کریں
اتحاد لائٹ ہاؤس
جیا موسیٰ بس سٹاپ شیخوپورہ روڈ
لاہور فون: 7921469
اتحاد برنر فیکٹری
حق باہو روڈ گلشن سٹریٹ شاہدرہ
ٹاؤن لاہور فون: 7932237

کتب نرسری تا ایم۔اے۔ گریٹنگ کارڈز
گفٹ آئٹمز، جنرل بکس۔ فیبر کلرز
آپ کا محبوب ادارہ
ظفر بک ڈپو
کالج روڈ ربوہ
فون: 214496-04524
قائم شدہ 1999ء
اردو بازار سرگودھا
فون: 716088-0451
قائم شدہ 1942ء

طالب دعا: نثار احمد مغل
پاکستان کوالٹی اینڈ پرسیژن انجینئرنگ ورکس
ہر قسم کی کوالٹی ورک کی نئی تشریف لائیں۔
نیز سیزن مینوفیکچرنگ اور سپارک ورک کے معیاری کام کیے جاتے ہیں۔
گلی نمبر 25، مکان نمبر 8، دوکان نمبر 3
بالمقابل مین گیٹ میاں میر 17۔ افسری روڈ دھرم پورہ لاہور
موبائل: 0320-4820729

ہر قسم کے ماربل سلیب۔ کچن کاؤنٹر ٹائل' کیمیکل پالش کیلئے
MARBLES
سٹار ماربل انڈسٹریز
پلاٹ 42-40 سٹریٹ 10 سیکٹر آئی نائن انڈسٹریل ایریا۔ اسلام آباد
فون آفس 4432047-4431121-051 طالب دعا: شیخ جمیل احمد اینڈ سنز

انٹرنیشنل آٹوز
تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات
86-59 سپر آٹو مارکیٹ چوک
چوبرجی لاہور فون 042-7354398

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئی صدی اور نیا سال مبارک ہو (طالب دعا خواجہ منیر احمد)
ڈیلران:۔ فریج۔ ڈیپ فریزر۔ ائیر کولر۔ ائیر کنڈیشنرز۔ الیکٹرک اینڈ گیس اپلائنسز مشین واٹر ہیٹر۔
روم ہیٹر۔ واشنگ مشین۔ سٹیبلائزرز۔ کوکنگ رینج۔ اٹلس یونیورسل۔ سپر ایشیائی مصنوعات کی خریداری کا مرکز
خواجہ رشید اینڈ سنز
ٹرنک بازار سیالکوٹ۔ فون شوروم = 586576(0432)

مڈوے موٹرز
ہماری ورکشاپ میں ہر قسم کی گاڑیوں کی
مرمت (ریپئر۔ ٹیوننگ) اور بالنگ۔ وہیل الائمنٹ
وہیل بیلنسنگ و ڈینٹنگ۔ پینٹنگ آٹو الیکٹرک اور
اے سی کا کام نہایت مناسب قیمت پر کیا جاتا
ہے۔ نیز سپیئر پارٹس بھی دستیاب ہیں۔
گولڑہ روڈ بالمقابل سی ایم ٹی مین گیٹ اسلام آباد
فون 5476460

اوکاڑہ کے قدیم احمدی عینک ساز
عنایت علی سنز آپٹیشنز
طالب دعا: کرنل (ر) ظفر علی | ہسپتال بازار
چوہدری فاروق احمد ☎ 0442-513044 اوکاڑہ

ہیپاٹائٹس سے تحفظ اور علاج
Anti-Hepatitis 30, 200, 1000, CM
مندرجہ بالا چار ہومیوپیتھک پوٹینسیاں اللہ کے فضل سے
Hepatitis A.B.C یرقان سے بچاؤ اور اس کے علاج
کے لئے موثر اور مفید ہیں۔ چار ادویات کا مکمل سیٹ
10ML قطرے یا 20 گرام گولیاں سیل بند رعایتی
قیمت صرف 50/- روپے، بذریعہ ڈاک 110/-
طریقہ استعمال دوائی کے ساتھ۔
عزیز ہومیوپیتھک
گولبازار ربوہ فون: 212399

تمام امپورٹڈ ورائٹی بغیر ٹانکے کے KDM سے تیار شدہ مدراسی
سنگاپوری' اٹالین' بحرینی جیولری کی خریداری کیلئے تشریف لائیں۔
نیو احمد جیولرز
گلا چوک شہیداں سیالکوٹ
NAJ
طالب دعا: محمد احمد توقیر
فون دکان 0432-587659
فون رہائش 589024-586297 موبائل 7348235(0303)

نورتن جیولرز
زیورات کی عمدہ ورائٹی کے ساتھ
فون دکان 214214 گھر 211971

اللہ والوں سے دنیا والوں کا سلوک

خدا کے بندوں کو اکثر ستایا جاتا ہے
دل ان کا دنیا میں ناحق دُکھایا جاتا ہے

وطن سے کر دیئے جاتے ہیں بے وطن وہ کبھی
صلیب پر کبھی ان کو چڑھایا جاتا ہے

کبھی جکڑ کے انہیں آہنی سلاسل میں
فصیل شہر سے نیچے گرایا جاتا ہے

فقیہہ شہر کی تصدیق و مہر سے ان پر
ضلال و کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے

لگا کے تہمت اقدام قتل ان پہ کبھی
بلا سبب انہیں ملزم بنایا جاتا ہے

قبول صدق کی پاداش میں کبھی ان کو
عدالتوں میں مسلسل بلایا جاتا ہے

کبھی لٹا کے انہیں آتشیں چٹانوں پر
اذیتوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے

خدا کے پاک و مقدس گھروں میں بھی ان پر
کبھی چھری کبھی خنجر چلایا جاتا ہے

ملازمت سے کبھی ان کو برطرف کر کے
عوام و خواص میں رسوا کرایا جاتا ہے

کبھی نکال کے قبروں سے ہڈیاں ان کی
انہیں زراہِ تعصب جلایا جاتا ہے

ہے ان کے مردوں کی بے حرمتی بھی کارِ ثواب
سبق یہ اہل جہاں کو پڑھایا جاتا ہے

نہ جانے ان سے ہی پرخاش کیوں ہے دنیا کو
کوئی بتائے انہیں کیوں ستایا جاتا ہے

ہے ان کا کون سا آخر وہ جرم خانہ خراب
سزا میں جس کی ستم ان پہ ڈھایا جاتا ہے

نکال کر کبھی قبروں سے ان کے مردوں کو
مسیحی قبروں میں ان کو دبایا جاتا ہے

کوئی اذیتیں سہتا ہے برسوں زنداں میں
کسی کو زہر کا پیالہ پلایا جاتا ہے

کسی کو آتش نمرود آزماتی ہے
کسی کے جسم پہ آرا چلایا جاتا ہے

کسی کو پھینکتے ہیں چاہ میں خود اس کے عزیز
پھر اس کو زنداں میں برسوں بھلایا جاتا ہے

کسی کا سر کیا جاتا ہے بے دریغ قلم
کسی کو آگ میں زندہ جلایا جاتا ہے

کسی کے جسم پہ چلوا کے آہنی کنگھے
ہر اک کو اس کا تماشا دکھایا جاتا ہے

کسی کے پاؤں کو مربوط کر کے اونٹوں سے
پھر ان کو سمت مخالف ہنکایا جاتا ہے

کسی کے پاؤں میں پہنا کے آہنی زنجیر
طرح طرح سے پھر اس کو ستایا جاتا ہے

شہید کر کے اچانک کسی کو خنجر سے
پھر اس کے قلب و جگر کو چبایا جاتا ہے

کسی کے گھر کا یکایک محاصرہ کر کے
چھرا ورید پہ اس کی چلایا جاتا ہے

شہید کر دیا جاتا ہے کربلا میں کوئی
کسی کو زہر ہلاہل پلایا جاتا ہے

کسی کے جسم مبارک سے سر جدا کر کے
دمشق میں سرِ بازار لایا جاتا ہے

کبھی زمیں پہ کبھی طشت میں اسے رکھ کر
چھڑی سے اس کے لبوں کو ہلایا جاتا ہے

کسی کو لگتے ہیں کوڑے بحکم حاکم وقت
مقدمات میں کوئی پھنسایا جاتا ہے

کسی کو ورثہ سے محروم ہونا پڑتا ہے
کسی کے گھر کا اثاثہ جلایا جاتا ہے

کسی پہ تہمت غداریٔ وطن دھر کے
ہر اک کی نظروں میں اس کو گرایا جاتا ہے

کسی کو گاڑ کے زندہ زمیں میں تا بہ کمر
پھر اس کو رجم ستم سے کرایا جاتا ہے

گلا دبا کے کسی بے گنہ کا چپکے سے
چراغ زندگی اس کا بجھایا جاتا ہے

کسی کا کر دیا جاتا ہے کھانا پانی بند
کسی کو دھوپ میں پہروں بٹھایا جاتا ہے

کلہاڑیوں سے کیا جاتا ہے شہید کوئی
کسی کو سیف و سناں سے ڈرایا جاتا ہے

کبھی زراہِ ستم میزبان پر اپنے
عقب سے ناگہاں پسٹل چلایا جاتا ہے

شہید کر کے اسے پھر خدا کے گھر کو بھی
ثواب جان کے بم سے اڑایا جاتا ہے

کسی کے قصد حرم پر بھی ہے کڑی قدغن
اور اس پہ کفر کا لیبل لگایا جاتا ہے

کسی سے چھین کے مال و متاع و اہل و عیال
گلی گلی اسے رسوا کرایا جاتا ہے

کسی پہ کفر کی از خود ہی تہمتیں جڑ کر
پھر اس غریب کو کلمہ پڑھایا جاتا ہے

غرض خدا سے ہو جن کو بھی عشق کا دعویٰ
قدم قدم پہ انہیں آزمایا جاتا ہے

بلائیں سہتے ہیں وہ محض صدق کی خاطر
نظر سے دنیا کی ان کو گرایا جاتا ہے

نوازے جاتے ہیں پھر وہ جو صبر کرتے ہیں
انہیں کو ساغر کوثر پلایا جاتا ہے

ہزار بار بھی مر کر وہ زندہ رہتے ہیں
نبیؐ کے نور سے ان کو جلایا جاتا ہے

بلند رہتا ہے نام ان کا پھر سدا صدیق
اور ان کی فتح کا ڈنکا بجایا جاتا ہے

محمد صدیق امرتسری

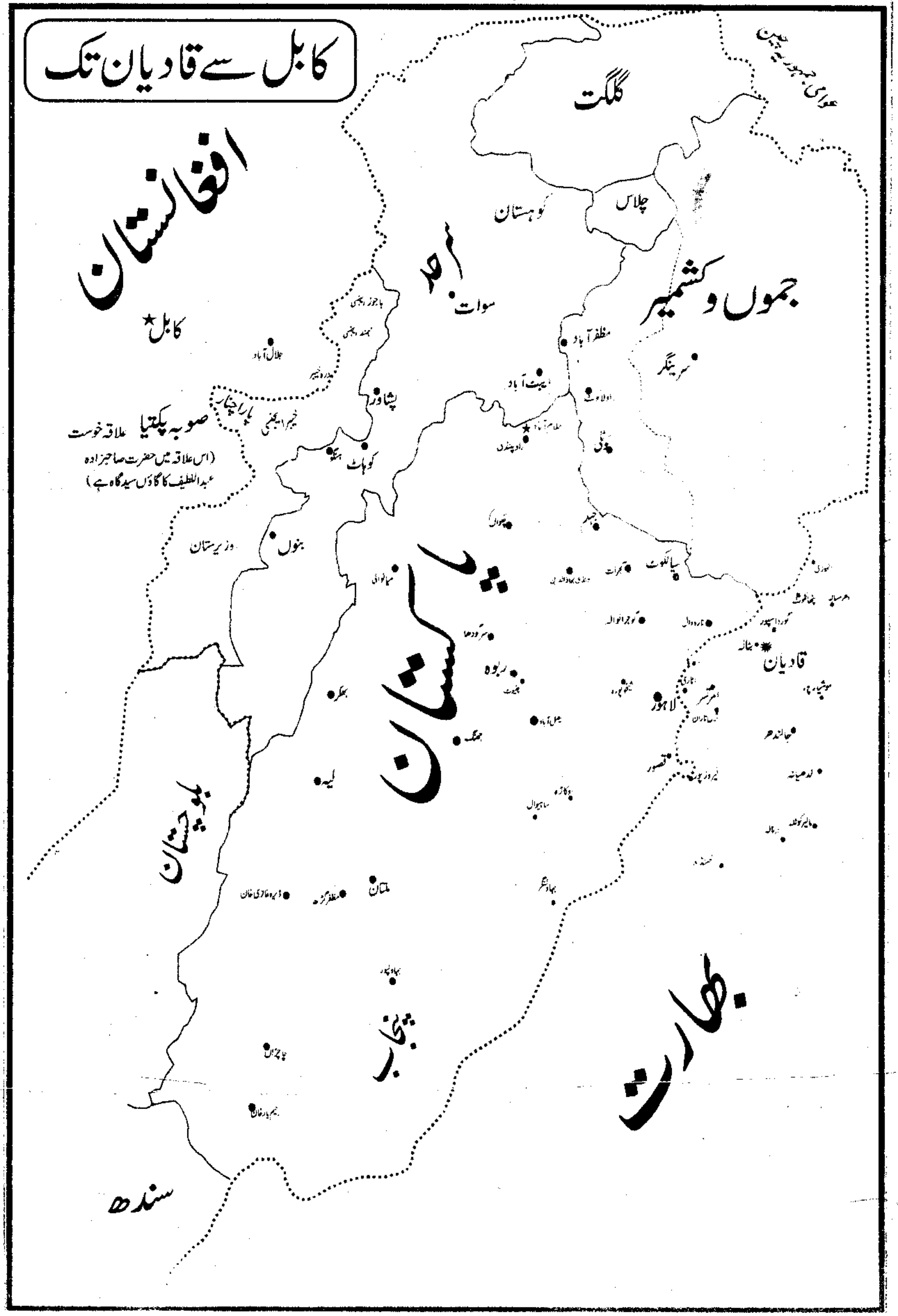
کابل سے قادیان تک
گلگت
عوامی جمہوریہ چین
افغانستان
کوہستان
چلاس
سرحد
سوات
جموں و کشمیر
کابل
جلال آباد
مظفر آباد
سرینگر
ایبٹ آباد
پشاور
صوبہ پکتیا
علاقہ خوست
(اس علاقہ میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کا گاؤں سیدگاہ ہے)
کوہاٹ
راولپنڈی
بنوں
وزیرستان
پاکستان
میانوالی
سیالکوٹ
گجرات
گوجرانوالہ
سرگودھا
ربوہ
قادیان
لاہور
جھنگ
لیہ
قصور
امرتسر
جالندھر
بلوچستان
ملتان
مظفر گڑھ
بہاولنگر
پنجاب
بھارت
سندھ

حضرت مسیح موعود کا الہام شَاتَانِ تُذْبَحَان کیسے پورا ہوا

حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی عظیم الشان قربانی

(حضرت مصلح موعود کے قلم سے)

حضرت مصلح موعود نے 1922ء میں امیر امان اللہ والی افغانستان کو احمدیت کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے مفصل مکتوب ''دعوۃ الامیر'' کی شکل میں تحریر فرمایا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ''**شاتان تذبحان**'' کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ان غلطیوں کے بدنتائج سے محفوظ رکھے جن کے ارتکاب میں آپ کو کوئی دخل نہ تھا آج سے چالیس سال پہلے حضرت مسیح موعود کو الہام میں بتایا گیا تھا کہ شاتان تذبحان ...... یعنی دو بکرے ذبح کئے جاویں گے اور ہر ایک جو اس زمین پر بستا ہے فنا ہو جائے گا۔ علم التعبیر کے مطابق شاۃ کی دو تعبیریں ہو سکتی ہیں، ایک تو عورتیں اور دوسرے نہایت مطیع اور فرمانبردار رعایا، چونکہ عورتوں کے معنوں کے ساتھ اگلے فقرے کا کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا کیونکہ عورتوں کا ذبح ہونے سے کم ہی تعلق ہوتا ہے زیادہ تر جان دینے والے مرد ہی ہوتے ہیں اس لئے زیادہ تر قرین قیاس یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ دو آدمی جو اپنے بادشاہ کے نہایت فرمانبردار اور مطیع ہوں گے باوجود اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم اپنے بادشاہ کا نہ کیا ہوگا اور اس کا کوئی قانون نہ توڑا ہوگا اور سزائے قتل کے مستحق نہ ہوں گے قتل کئے جاویں گے اور اس کے بعد ملک پر ایک عام تباہی آوے گی اور ہلاکت اس میں ڈیرے ڈالے گی۔

اس پیشگوئی میں گو ملک وغیرہ کا کچھ نشان نہیں دیا گیا تھا مگر اس کی عبارت سے یہ ضروری معلوم ہوتا تھا کہ اول تو یہ واقعہ انگریزی علاقہ میں نہیں ہوگا بلکہ کسی ایسے ملک میں ہوگا جہاں عام ملکی قانون کی اطاعت کرتے ہوئے بھی لوگوں کے غصے اور ناراضگی کے نتیجے میں انسان قتل کئے جا سکتے ہیں۔ دوم یہ کہ یہ مقتول ملہم کے پیروؤں میں سے ہوں گے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس کو صرف دو مقتولوں کے متعلق خبر دینے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ تیسری یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ قتل ناواجب ہوگا کسی سیاسی جرم کے متعلق نہ ہوگا، چوتھے یہ کہ اس ناواجب فعل کے بدلے میں اس ملک پر ایک عام تباہی آوے گی۔

یہ چاروں باتیں مل کر اے بادشاہ! اس پیشگوئی کو معمولی پیشگوئیوں سے بہت بالا کر دیتی ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اس میں ملک کی تعیین نہیں اس لئے یہ پیشگوئی مبہم ہے ان چاروں باتوں کا یکجا طور پر پورا ہونا پیشگوئی کی عظمت کو ثابت کر دیتا ہے کیونکہ یہ چاروں باتیں اتفاقی طور پر جمع نہیں ہو سکتیں۔

مولوی عبدالرحمان صاحب کی قربانی

اس پیشگوئی کے بعد قریباً بیس سال تک کوئی ایسے آثار نظر نہ آئے جن سے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوتی معلوم ہو۔ مگر جب کہ قریباً بیس سال اس الہام پر گزر گئے تو ایسے سامان پیدا ہونے لگے جنہوں نے اس پیشگوئی کو حیرت انگیز طور پر پورا کر دیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی بعض کتب کوئی شخص افغانستان میں لے گیا اور وہاں خوست کے ایک عالم سید عبداللطیف صاحب کو جو حکومت افغانستان میں عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے اور بڑے بڑے حکام ان کا تقویٰ اور دیانت دیکھ کر ان سے خلوص رکھتے تھے وہ کتب دیں۔ آپ نے ان کتابوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کر لیا کہ حضرت اقدس راستباز اور صادق ہیں اور اپنے ایک شاگرد کو مزید تحقیقات کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی اجازت دی کہ وہ ان کی طرف سے بیعت بھی کر آئے۔ اس شاگرد کا نام مولوی عبدالرحمٰن تھا انہوں نے قادیان آ کر خود بھی بیعت کی اور مولوی عبداللطیف صاحب کی طرف سے بھی بیعت کی۔ اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب لے کر واپس افغانستان کو چلے گئے اور ارادہ کیا کہ پہلے کابل جائیں تا کہ وہاں اپنے بادشاہ تک بھی اس دعوت کو پہنچا دیں۔

ان کے کابل پہنچنے پر بعض کوتاہ اندیش بدخواہان حکومت نے امیر عبدالرحمٰن صاحب کو ان کے خلاف اکسایا اور کہا یہ شخص مرتد اور دائرہ دین سے خارج اور واجب القتل ہے اور ان کو دھوکا دے کر ان کے قتل کا فتویٰ حاصل کیا اور نہایت ظالمانہ طور پر ان کو قتل کر دیا اور وہ جو اپنے بادشاہ سے اس قدر پیار کرتا تھا کہ پیشتر اس کے کہ اپنے وطن کو جاتا پہلے اپنے بادشاہ کے پاس یہ خوشخبری لے کر پہنچا کہ خدا کا مسیح اور مہدی آ گیا ہے۔ اس کی محبت اور اس کے پیار کا اس کو یہ بدلہ دیا گیا کہ اسے گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کر دیا گیا مگر اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا اس نے قریب بیس سال پہلے دو وفادار افراد اور رعایا کو بلا کسی قانون شکنی کے قتل کئے جانے کی خبر دیدی تھی اور اس خبر کو پورا ہو کر رہنا تھا۔ سو اس قتل کے ذریعے سے ان دو شخصوں میں سے جن کے قتل کی خبر دی گئی تھی ایک قتل ہو گیا۔

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی قربانی

اس واقعہ کے ایک دو سال کے بعد صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید حج بیت اللہ کے ارادے سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے۔ چونکہ حضرت اقدس کی بیعت تو کر ہی چکے تھے ارادہ کیا کہ جاتے وقت آپ سے بھی ملتے جائیں چنانچہ اس ارادے سے قادیان تشریف لائے مگر یہاں آ کر اس سے پہلے جو کتابوں کے ذریعے سے سمجھا تھا بہت کچھ زیادہ دیکھا اور صفائی قلب کی وجہ سے نور الٰہی کی طرف ایسے جذب کئے گئے کہ حج کے ارادے کو ملتوی کر دیا اور قادیان ہی رہ گئے۔ چند ماہ کے بعد واپس وطن کو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ اپنے بادشاہ کو بھی اس نعمت میں شریک کروں جو مجھے ملی ہے اور خوست پہنچتے ہی چار خط کابل کے چار درباریوں کے نام لکھے ان خطوط کے کابل پہنچنے پر جناب کے والد امیر حبیب اللہ خان صاحب والی ریاست کابل کو لوگوں نے بھڑکایا اور قسم قسم کے جھوٹے اتہام لگا کر ان کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ وہ ان کو پکڑوا کر کابل بلوائیں۔ خوست کے گورنر کے نام حکم کیا اور صاحبزادہ عبداللطیف کابل حاضر کئے گئے۔ امیر صاحب نے آپ کو ملانوں کے سپرد کیا جنہوں نے کوئی قصور آپ کا ثابت نہ پایا مگر بعض لوگوں نے جن کو سلطنت کے مفاد کے مقابلے میں اپنی ذاتی خواہشات کا پورا کرنا زیادہ مدنظر ہوتا ہے امیر حبیب اللہ خان صاحب کو بھڑکایا کہ اگر یہ شخص چھوڑ دیا گیا اور لوگوں نے اس کا اثر قبول کر لیا تو لوگوں کے دلوں میں جہاد کا جوش سرد پڑ جائے گا اور حکومت کو نقصان پہنچے گا آخر ان کو سنگسار کئے جانے کا فتویٰ دیدیا گیا۔ امیر حبیب اللہ خان صاحب نے اپنے نزدیک ان کی خیر خواہی سمجھ کر ان کو کئی دفعہ توبہ کرنے کے لئے کہا۔ مگر انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں تو دین پر ہوں توبہ کر کے کیا کافر ہو جاؤں میں کسی صورت میں بھی اس حق کو نہیں چھوڑ سکتا جسے میں نے سوچ سمجھ کر قبول کیا ہے۔ جب ان کے رجوع سے بالکل مایوسی ہو گئی تو ایک بڑی جماعت کے سامنے ان کو شہر سے باہر لے جا کر سنگسار کر دیا۔

یہ وفادار اپنے بادشاہ کا جان نثار چند خود غرض اور مطلب پرست سازشیوں کی سازش کا شکار ہوا اور انہوں نے امیر صاحب کو دھوکا دیا کہ ان کا زندہ رہنا ملک کے لئے مضر ہوگا حالانکہ یہ لوگ ملک کے لئے ایک پناہ ہوتے ہیں اور خدا ان کے ذریعے سے ملک کی بلائیں ٹال دیتا ہے۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے یہ امر پیش کیا کہ اگر یہ شخص زندہ رہا تو لوگ جہاد کے خیال میں سست ہو جائیں گے مگر یہ نہ پیش کیا کہ یہ شخص جس سلسلے میں ہے اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ جس حکومت کے ماتحت رہو اس کی کامل فرمانبرداری کرو۔ پس اس کی باتوں کی اشاعت سے افغانستان کی خانہ جنگیاں اور

رآپس کے اختلاف دور ہو کر سارے کا سارا ملک اپنے بادشاہ کا سچا جان نثار ہو جائے گا اور جہاں اس کا پسینہ بہے گا وہاں اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہوگا اور یہ نہ بتایا کہ جس سلسلے سے یہ تعلق رکھتا ہے اس کی تعلیم یہ ہے کہ خفیہ سازشیں نہ کرو، رشوتیں نہ لو، جھوٹ نہ بولو او رمنافقت نہ کرو اور نہ صرف تعلیم دی جاتی ہے بلکہ اس کی پابندی بھی کروائی جاتی ہے پس اگر اس کے خیالات کی اشاعت ہوئی تو ایک دم ملک کی حالت سدھر کر ہر طرح کی ترقیات شروع ہو جائیں گی۔ اسی طرح انہوں نے یہ نہ بتایا کہ یہ اس جہاد کا منکر ہے کہ غیر اقوام پر بلا ان کی طرف سے مذہبی دست اندازی کے حملہ کیا جائے اور دین کو بدنام کیا جائے نہ کہ اس حقیقی دفاعی جہاد کا جو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور نہ ان سیاسی جنگوں کا جو ایک قوم اپنی ہستی کے قیام کے لئے دوسری اقوام سے کرتی ہے۔ اس کا تو صرف یہ عقیدہ ہے کہ بغیر اس کے کہ غیر اقوام کی طرف سے مذہبی دست اندازی ہعان کے ساتھ جہاد کے نام پر جنگ نہیں کرنی چاہئے تا (دین) پر حرف نہ آئے۔ سیاسی فوائد کی حفاظت کے لئے اگر جنگ کی ضرورت پیش آئے تو بے شک جنگ کریں مگر اس کا نام جہاد نہ رکھیں۔ کیونکہ وہ فتح جس کے لئے (دین) کی نیک نامی کو قربان کیا جائے اس شکست سے بدتر ہے جس میں (دین) کی عزت کی حفاظت کر لی گئی ہو۔

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی

غرض بلاوجہ اور امیر حبیب اللہ خان صاحب کو غلط واقعات بتا کر سید عبد اللطیف صاحب کو شہید کرا دیا گیا اور اس طرح الہام کا پہلا حصہ مکمل طور پر پورا ہو گیا کہ شاتان تذبحان اس جماعت کے دو نہایت وفادار اور اطاعت گزار آدمی باوجود ہر طرح بادشاہ وقت کے فرمانبردار ہونے کے ذبح کر دئے جائیں گے اور وہ حصہ پورا ہونا باقی رہ گیا کہ اس واقعہ کے بعد اس سرزمین پر عام تباہی آئے گی اور اس کے پورا ہونے میں بھی دیر نہیں لگی۔ ابھی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت پر ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ کابل میں سخت ہیضہ پھوٹا اور اس کثرت سے لوگ ہلاک ہوئے کہ بڑے اور چھوٹے اس مصیبت ناگہانی سے گھبرا گئے اور لوگوں کے دل خوف زدہ ہو گئے اور عام طور پر لوگوں نے محسوس کر لیا کہ یہ بلا اس سید مظلوم کی وجہ سے ہم پر پڑی ہے جیسا کہ ایک بے تعلق شخص مسٹر اے فرنک مارٹن جو کئی سال تک افغانستان کی حکومت میں انجینئر انچیف کے عہدے پر ممتاز رہ چکے ہیں کی اس شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو انہوں نے اپنی کتاب مسمّی بہ "انڈر دی ابسولیٹ امیر" میں بیان کی ہے۔ یہ ہیضہ بالکل غیر مترقبہ تھا۔ کیونکہ افغانستان میں ہیضے کے پچھلے دوروں پر نظر کرتے ہوئے ابھی اور چار سال تک اس قسم کی وباء نہیں پھوٹ سکتی تھی۔ پس یہ ہیضہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص نشان تھا جس کی خبر وہ اپنے مامور کو قریباً اٹھائیس سال پہلے دے چکا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی کی مزید تقویت کے لئے اس نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کو بھی اس امر کی اطلاع دے دی تھی چنانچہ انہوں نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ میں اپنی شہادت کے بعد ایک قیامت کو آتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اس ہیضے کا اثر کابل کے ہر گھرانے پر پڑا۔ جس طرح عوام الناس اس حملے سے محفوظ نہ رہے امراء بھی محفوظ نہ رہے اور ان گھرانوں میں بھی اس نے ہلاکت کا دروازہ کھول دیا جو ہر طرح کے حفظان صحت کے سامان مہیا رکھتے تھے اور وہ لوگ جنہوں نے شہید سید کے سنگسار کرنے میں خاص حصہ لیا تھا خاص طور پر پکڑے گئے اور بعض خود مبتلا ہوئے اور بعض کے نہایت قریبی رشتہ دار ہلاک ہوئے۔

غرض ایک لمبے عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ کا کلام لفظاً لفظاً پورا ہوا اور اس نے اپنے قہری نشانوں سے اپنے مامور کی شان کو ظاہر کیا اور صاحب بصیرت کے لئے ایمان لانے کا راستہ کھول دیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کی پیشگوئی کرنا کسی انسان کا کام ہے۔ کونسا انسان اس حالت میں جب کہ اس پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا یہ خبر شائع کر سکتا تھا کہ اس پر کسی زمانے میں کثرت سے لوگ ایمان لے آئیں گے حتی کہ اس کا سلسلہ اس ملک سے نکل کر باہر کے ممالک میں پھیل جائے گا اور پھر وہاں اس کے دو مرید صرف اس پر ایمان لانے کی وجہ سے نہ کہ کسی اور جرم کے سبب سے شہید کئے جاویں گے اور جب ان دونوں کی شہادت ہو چکے گی تو اللہ تعالیٰ اس علاقے پر ایک ہلاکت نازل کرے گا جو ان کے لئے قیامت کا نمونہ ہو گی اور بہت سے لوگ اس سے ہلاک ہوں گے۔ اگر بندہ بھی اس قسم کی خبریں دے سکتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے کلام اور بندوں کے کلام میں فرق کیا رہا؟

میں اس جگہ اس شبہ کا ازالہ کر دینا پسند کرتا ہوں کہ الہام میں لفظ کل من علیها (-) ہے یعنی اس سرزمین کے سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے لیکن سب لوگ ہلاک نہ ہوئے کچھ لوگ ہلاک ہوئے اور بہت سے بچ گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ عربی زبان کے محاورے میں کل کا لفظ کبھی عمومیت کے لئے اور کبھی بعض کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے ضروری نہیں کہ اس لفظ کے معنی جمع کے ہی ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مکھی کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ کلی من کل الثمرات حالانکہ ہر مکھی سارے پھلوں کو نہیں کھاتی۔ پس اس کے معنے یہی ہیں کہ پھلوں میں سے بعض کو کھا۔ اسی طرح ملکہ سبا کے متعلق فرماتا ہے کہ واوتیت من کل شیء اس کو ہر ایک چیز دی گئی تھی حالانکہ وہ دنیا کے ایک مختصر علاقہ کی بادشاہ تھی۔ پس اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں میں سے کچھ اس کو دی تھیں۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ جب کل کا لفظ بولا جائے تو وہ اپنے اندر ایک عمومیت رکھتا ہو اور کل افراد میں سے ایک نمایاں حصہ اس میں آ جائے اور یہ دونوں باتیں وبائے ہیضہ میں جو شہید مرحوم کی شہادت کے بعد کابل میں پڑی پائی جاتی تھیں۔ ہر ایک جان اس کے خوف سے لرزاں تھی اور ایک بڑی تعداد آدمیوں کی اس کے ذریعے ہلاک ہوئی حتیٰ کہ ایک انگریز مصنف جو اس الہام کی حقیقت سے بالکل ناواقف تھا اسے بھی اپنی کتاب میں اس ہیضے کا خاص طور پر نمایاں کر کے ذکر کرنا پڑا۔

دوسرا اعتراض یہ کیا جا سکتا ہے کہ الہام میں لفظ تذبحان کا ہے مگر ان دونوں مقتولوں میں ایک تو گلا گھونٹ کر مارا گیا اور دوسرے صاحب سنگسار کئے گئے۔ پس یہ بات درست نہ نکلی کہ دو آدمی ذبح کئے گئے یہ اعتراض بھی قلت تدبر اور قلت معرفت کا ہی نتیجہ ہو سکتا ہے کیونکہ ذبح کے معنی عربی زبان میں ہلاک کرنے کے بھی ہوتے ہیں خواہ کسی طرح ہلاک کیا جائے اور قرآن کریم میں متعدد جگہ پر یہ محاورہ استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے واقعہ میں آتا ہے کہ (-) تمہارے لڑکوں کو وہ ذبح کرتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے حالانکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ فرعونی لوگ لڑکوں کو ذبح نہیں کرتے تھے بلکہ پہلے تو دائیوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ بچوں کو مار دیں مگر جب انہوں نے رحم دلی سے کام لیا تو دریا میں پھینکنے کا حکم فرعون نے دیا تاج العروس میں ہے الذبح الهلاك ذبح کے معنے ہلاک کر دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ پس یہ اعتراض کرنا درست نہ ہوگا کہ سید عبد اللطیف صاحب سنگسار کئے گئے تھے ذبح نہیں کئے گئے۔ کیونکہ ذبح کا لفظ ہلاک کر دینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے خواہ کسی طریق پر ہلاک کیا جائے۔

(دعوۃ الامیر۔ انوار العلوم جلد 7 ص 517 تا 523)

گائیڈ لائن اکیڈمی کی دو اہم کتب
خلافت رابعہ کی فتوحات و ترقیات
ایم ایم احمد۔ شخصیت اور خدمات
مرتبہ: عبد السمیع خان صاحب
ربوہ میں افضل برادرز پر دستیاب ہیں

نیو راحت علی جیولرز
اکبر بازار شیخوپورہ۔ فون دوکان: 04931-53181 رہائش: 54991
سنگھار سنٹر میکلوڈ روڈ دی مال۔ لاہور فون دکان: 7320977-7237679 موبائل: 0300-9488027 رہائش: 042-5161681

زکریا سٹیل
33۔ میکو مارکیٹ لوہا لنڈا بازار لاہور
طالب دعا: میاں خالد محمود
ڈیلر سی۔آر۔سی۔جی پی۔ای جی اور کلر شیٹ
فون آفس 7650510-7658876-7658938-7667414

مبارک سائیکل مارٹ
ماونٹین بائیسکل پاکستانی و امپورٹڈ بائیسکل و سپیئر پارٹس
Ph:042-7239178
Res: 7225622 نیلا گنبد لاہور

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی۔ محمد اشرف بلال
زیر نگرانی۔ پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان
اوقات کار۔ صبح 9:00 بجے تا شام 5:00 بجے
وقفہ 1 بجے تا 2 بجے دوپہر۔ ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ۔ گڑھی شاہو۔ لاہور

SONY Dawlance
Panasonic LG
PHILIPS
SAMSUNG
نیو محمود ٹیلی ویژن کمپنی
ڈیلر ٹیلی ویژن۔ ریفریجریٹر
Ph: 7125089
7226508
7355422
21۔ہال روڈ لاہور فیکس۔ 7235175

WABENG
وقار اینڈ برادرز انجینئرنگ ورکس
سپیشلسٹ: کاربائیڈ ڈائیز، کاربائیڈ پارٹس اینڈ ٹولز
معیار اپنایئے وقت بچایئے
مینوفیکچرر، انجینئرنگ فیلڈنیز جیولری ٹولز اور پارٹس تیار کرنے والے
دکان نمبر 4، شاہین مارکیٹ، مدنی روڈ، نیو دھرم پورہ مصطفیٰ آباد، لاہور فون: 0300-9428050

مرتبہ: فرخ سلطانی

راہ مولیٰ میں جان قربان کرنے والے خوش نصیب احمدیوں کی فہرست

وہ جو دشمن کے ہاتھوں جاں بحق ہوئے۔ حضور کے خطبات جمعہ 99ء کی روشنی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ 16/اپریل 99ء تا 23 جولائی 99ء میں ان خوش نصیب احمدیوں کا ذکر فرمایا جن کو خدا کی راہ میں جان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں سے وہ احباب جو دشمنوں کے ہاتھوں سے مارے گئے ان کی فہرست تاریخ وفات کے لحاظ سے پیش کی جارہی ہے۔ ریکارڈ مکمل کرنے کے لئے بعد کے شہداء کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

عہد مسیح موعود

تاریخ			نام	مقام
20	جون	1901ء	حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب	کابل افغانستان
14	جولائی	1903ء	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب	کابل افغانستان

عہد خلافت ثانیہ

		1917ء	صاحبزادہ محمد سعید جان صاحب	کابل افغانستان
		1917	محمد عمر جان صاحب	کابل افغانستان
		1918ء	سید سلطان احمد صاحب	کابل افغانستان
		1918ء	سید حکیم احمد صاحب	کابل افغانستان
31	اگست	1924ء	مولوی نعمت اللہ خان صاحب	کابل افغانستان
5	فروری	1925ء	مولوی عبدالحلیم صاحب	کابل افغانستان
5	فروری	1925ء	قاری نور علی صاحب	کابل افغانستان
16	جنوری	1935ء	شیخ احمد فرقانی صاحب	بغداد عراق
15	فروری	1939ء	ولی داد خان صاحب	افغانستان
	فروری	1939ء	ولی داد خان صاحب کا بیٹا	افغانستان
13	اگست	1940ء	حاجی میراں بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود	انبالہ ہندوستان
13	اگست	1940ء	اہلیہ حاجی میراں بخش صاحب	انبالہ ہندوستان
29	مئی	1942ء	صوبیدار خوشحال خان صاحب	صوابی صوبہ سرحد
4	مئی	1945ء	مارتاری صاحب	وارنگ ویانگ انڈونیشیا
		1945ء	جائد صاحب	چوکنگ کاونگ انڈونیشیا
		1945ء	سورا صاحب	چوکنگ کاونگ انڈونیشیا
		1945ء	ساتری صاحب	چوکنگ کاونگ انڈونیشیا
		1945ء	حاجی حسن صاحب	چوکنگ کاونگ انڈونیشیا
		1945ء	راڈن صالح صاحب	چوکنگ کاونگ انڈونیشیا
		1945ء	دھلان صاحب	چوکنگ کاونگ انڈونیشیا
		1945ء	حاجی سنوسی صاحب	سانگیانگ انڈونیشیا
		1945ء	اولو صاحب	//
		//	تھیان صاحب	//
		//	سکھرومی صاحب	//
		1946ء	شریف دوتسا صاحب مع خاندان	البانیہ
2	ستمبر	1947ء	جمعدار محمد اشرف صاحب	قادیان
6	ستمبر	1947ء	میاں علم الدین صاحب	قادیان
19	ستمبر	1947ء	سید محبوب عالم بہاری صاحب	قادیان
4	اکتوبر	1947ء	سلطان عالم صاحب	قادیان
14	اکتوبر	1947ء	مرزا احمد شفیع صاحب	قادیان
14	اکتوبر	1947ء	فیض محمد صاحب	قادیان
14	اکتوبر	1947ء	زہرہ بی بی صاحبہ	قادیان
14	اکتوبر	1947ء	چار سالہ بچی	قادیان
		1947ء	عبدالجبار صاحب	قادیان
		1947ء	ملک حمید علی صاحب	قادیان
		1947ء	ماسٹر عبدالعزیز صاحب	قادیان
		1947ء	محمد رمضان صاحب	قادیان
		1947ء	عالم بی بی صاحبہ	قادیان
		1947ء	چراغ دین صاحب	قادیان
		1947ء	جان بی بی صاحبہ	قادیان
		1947ء	منور احمد صاحب	قادیان
		1947ء	نیاز علی صاحب	قادیان
		1947ء	عبدالمجید خان صاحب	قادیان
		1947ء	بلوردین صاحب	قادیان
		1947ء	گلاب بی بی صاحبہ	قادیان
		1947ء	محمد اسماعیل صاسب	قادیان
		1947ء	عبدالرحمان صاحب	قادیان
		1947ء	چوہدری فقیر محمد صاحب	قادیان

		1947ء	محمد منیر شامی صاحب	قادیان
		1947ء	حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالسلام پنڈت صاحب	قادیان
		1947ء	عظیم احمد ولد پنڈت عبداللہ صاحب	قادیان
		1947ء	بابو عبدالکریم صاحب	جموں
		1947ء	والدہ عبدالکریم صاحب	جموں
		1947ء	اہلیہ عبدالکریم صاحب	جموں
		1947ء	خواجہ محمد عبداللہ لون صاحب	کشمیر
3	اگست	1948ء	چوہدری نصیر احمد صاحب	کشمیر
11	اگست	1948ء	ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب	کوئٹہ
7	دسمبر	1948ء	منظور احمد جلوی صاحب	کشمیر
21	دسمبر	1948ء	عبدالرزاق صاحب	کشمیر
		1948ء	محمد اسلم مانگٹ صاحب	کشمیر
		1948ء	برکت علی خان صاحب	کشمیر
		1948ء	اللہ رکھا صاحب	کشمیر
16	جنوری	1949ء	یحییٰ منگ صاحب	کشمیر
کیم	فروری	1949ء	میاں غلام یٰسین صاحب	کشمیر
18	مارچ	1949ء	محمد خان صاحب	کشمیر
9	اکتوبر	1949ء	بشیر احمد ریاض صاحب	کشمیر
9	اکتوبر	1949ء	عبدالرحمان صاحب	کشمیر
10	جنوری	1950ء	محمد اکرم خان صاحب	چارسدہ پشاور
کیم	اکتوبر	1950ء	ماسٹر غلام محمد صاحب	اوکاڑہ
10	اکتوبر	1950ء	چوہدری بدردین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود	راولپنڈی
21	ستمبر	1951ء	مولوی عبدالغفور صاحب	مانسہرہ ہزارہ
21	ستمبر	1951ء	عبداللطیف ابن مولوی عبدالغفور صاحب	مانسہرہ ہزارہ
22	فروری	1952ء	چوہدری محمد حسین صاحب	گمبٹ ضلع خیر پور
3	مارچ	1953ء	سوما صاحب	چناندام انڈونیشیا
3	مارچ	1953ء	اوسون صاحب	چناندام انڈونیشیا
3	مارچ	1953ء	سرمان صاحب	چناندام انڈونیشیا
3	مارچ	1953ء	جملی صاحب	چناندام انڈونیشیا
3	مارچ	1953ء	ایڈون صاحبہ	چناندام انڈونیشیا
3	مارچ	1953ء	اونیہ صاحبہ	چناندام انڈونیشیا
6	مارچ	1953ء	محمد شفیع صاحب	لاہور
6	مارچ	1953ء	جمال احمد صاحب	لاہور
6	مارچ	1953ء	مرزا کریم بیگ صاحب	لاہور
8	مارچ	1953ء	حوالدار عبدالغفور صاحب	لاہور
			ایک احمدی عطار صاحب	لاہور
	مارچ	1953ء	ماسٹر منظور احمد صاحب	لاہور

29	جون	1956ء	ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب	کوہاٹ
		1956ء	داؤد جان صاحب	کابل افغانستان
		1957ء	حاجی فضل محمد خان صاحب	افغانستان
			ابن حاجی فضل محمد خان صاحب	افغانستان
3	نومبر	1963ء	عثمان غنی صاحب	بنگلہ دیش
	نومبر	1963ء	عبدالرحیم صاحب	بنگلہ دیش

عہد خلافت ثالثہ

11	فروری	1966ء	رستم خان صاحب	مردان صوبہ سرحد
21	دسمبر	1966ء	عبدالحق نور صاحب	کرونڈی سندھ
	اکتوبر	1967ء	ماسٹر غلام حسین صاحب	تھورنالہ گلگت
13	جون	1969ء	چوہدری حبیب اللہ صاحب	قبولہ پاکپتن
29	مئی	1974ء	بشیر احمد طاہر بٹ صاحب	کنڈیارو نواب شاہ
کیم	جون	1974ء	محمد افضل کھوکھر صاحب	گوجرانوالہ
کیم	جون	1974ء	محمد اشرف کھوکھر صاحب	گوجرانوالہ
کیم	جون	1974ء	چوہدری منظور احمد صاحب	گوجرانوالہ
کیم	جون	1974ء	چوہدری محمود احمد صاحب	گوجرانوالہ
کیم	جون	1974ء	چوہدری شوکت حیات صاحب	حافظ آباد
کیم	جون	1974ء	قریشی احمد علی صاحب	گوجرانوالہ
کیم	جون	1974ء	سعید احمد خان صاحب	گوجرانوالہ
2	جون	1974ء	بشیر احمد صاحب	گوجرانوالہ
2	جون	1974ء	منیر احمد صاحب	گوجرانوالہ
2	جون	1974ء	محمد رمضان صاحب	گوجرانوالہ
2	جون	1974ء	محمد اقبال صاحب	گوجرانوالہ
2	جون	1974ء	غلام قادر صاحب	گوجرانوالہ
4	جون	1974ء	محمد الیاس عارف صاحب	واہ کینٹ
8	جون	1974ء	نقاب شاہ مہمند صاحب	پشاور
9	جون	1974ء	غلام سرور صاحب	ٹوپی ضلع مردان
9	جون	1974ء	اسرار احمد خان صاحب	ٹوپی ضلع مردان
9	جون	1974ء	سید مولود احمد بخاری صاحب	کوئٹہ
11	جون	1974ء	محمد فخرالدین بھٹی صاحب	ایبٹ آباد
11	جون	1974ء	محمد زمان خان صاحب	بالاکوٹ
11	جون	1974ء	مبارک احمد خان صاحب	بالاکوٹ
2	جولائی	1974ء	سیٹھی مقبول احمد صاحب	جہلم
2	ستمبر	1974ء	پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب	حیدرآباد
26	ستمبر	1974ء	چوہدری عبدالرحیم صاحب	موسیٰ والا سیالکوٹ
26	ستمبر	1974ء	چوہدری محمد صدیق صاحب	موسیٰ والا سیالکوٹ
29	ستمبر	1974ء	ضیاء الدین ارشد صاحب	سرگودھا

3	اکتوبر	1974ء	عبدالحمید صاحب	کنری
7	اکتوبر	1974ء	بشارت احمد صاحب	تہال گجرات
9	اگست	1978ء	رشیدہ بیگم صاحبہ	سانگلہ ہل
22	اگست	1978ء	ملک محمد انور صاحب	سانگلہ ہل
5	اپریل	1979ء	مولوی نور احمد صاحب	مقبوضہ کشمیر
27	جون	1979ء	بشیر احمد رشید احمد صاحب، جے رشید احمد	سری لنکا
13	اگست	1979ء	حضرت منشی علم دین صاحب	کوٹلی
19	فروری	1982ء	چوہدری مقبول احمد صاحب	پنوں عاقل (سندھ)

عہد خلافت رابعہ

16	اپریل	1983ء	ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب	وارہ لاڑکانہ
8	اگست	1983ء	ڈاکٹر مظفر احمد صاحب	امریکہ
8	ستمبر	1983ء	شیخ ناصر احمد صاحب	اوکاڑہ
10	اپریل	1984ء	چوہدری عبدالحمید صاحب	محراب پور (سندھ)
یکم	مئی	1984ء	قریشی عبدالرحمان صاحب	سکھر (سندھ)
16	جون	1984ء	ڈاکٹر عبدالقادر صاحب	فیصل آباد
15	مارچ	1985ء	ڈاکٹر انعام الرحمان صاحب	سکھر
7	اپریل	1985ء	چوہدری عبدالرزاق صاحب	بھریا روڈ
9	جون	1985ء	ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب	حیدرآباد
29	جولائی	1985ء	محمود احمد اٹھوال صاحب	پنوں عاقل
10	اگست	1985ء	قریشی محمد اسلم صاحب مربی سلسلہ	ٹرینیڈاڈ
18	اپریل	1986ء	مرزا منور بیگ صاحب	لاہور
11	مئی	1986ء	سید قمر الحق صاحب	سکھر
11	مئی	1986ء	راؤ خالد سلیمان صاحب	کراچی
9	جون	1986ء	رخسانہ طارق صاحبہ	مردان
9	جولائی	1986ء	بابو عبدالغفار صاحب	حیدرآباد
25	فروری	1987ء	غلام ظہیر احمد صاحب	سوہاوہ جہلم
14	مئی	1989ء	ڈاکٹر منور احمد صاحب	سکرنڈ سندھ
16	جولائی	1989ء	نذیر احمد ساقی صاحب	چک سکندر گجرات
16	جولائی	1989ء	رفیق احمد ثاقب صاحب	چک سکندر گجرات
16	جولائی	1989ء	نبیلہ صاحبہ	چک سکندر گجرات
	اگست	1989ء	ڈاکٹر عبدالقدیر جدران صاحب	قاضی احمد نواب شاہ
28	ستمبر	1989ء	ڈاکٹر عبدالقدوس جدران صاحب	قاضی احمد نواب شاہ
17	جنوری	1990ء	قاضی بشیر احمد کھوکھر صاحب	شیخوپورہ
30	جون	1990ء	مبشر احمد صاحب	تیاپور کرناٹک بھارت
17	نومبر	1990ء	نصیر احمد علوی صاحب	دوڑ نواب شاہ
16	دسمبر	1992ء	محمد اشرف صاحب	جاہمن گوجرانوالہ
5	فروری	1994ء	رانا ریاض احمد صاحب	لاہور
5	فروری	1994ء	احمد نصراللہ صاحب	لاہور
30	اگست	1994ء	وسیم احمد بٹ صاحب	فیصل آباد
30	اگست	1994ء	حفیظ احمد بٹ صاحب	فیصل آباد
10	اکتوبر	1994ء	ڈاکٹر نسیم احمد بابر صاحب	اسلام آباد
28	اکتوبر	1994ء	عبدالرحمان باجوہ صاحب	کراچی
30	اکتوبر	1994ء	دلشاد حسین کھچی صاحب	لاڑکانہ
10	نومبر	1994ء	سلیم احمد پال	کراچی
19	دسمبر	1994ء	انور حسین ابڑو صاحب	لاڑکانہ
9	اپریل	1995ء	ریاض احمد صاحب	شب قدر مردان
3	مئی	1995ء	مبارک احمد شرما صاحب	شکارپور
8	نومبر	1996ء	محمد صادق صاحب	حافظ آباد
19	جون	1997ء	چوہدری عتیق احمد باجوہ صاحب	وہاڑی
26	اکتوبر	1997ء	ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ڈھونیکی	گوجرانوالہ
12	دسمبر	1997ء	مظفر احمد شرما صاحب ایڈووکیٹ	شکارپور
8	فروری	1998ء	میاں محمد اکبر اقبال صاحب	یوگنڈا
7	جولائی	1998ء	محمد ایوب اعظم صاحب	واہ کینٹ
4	اگست	1998ء	ملک نصیر احمد صاحب	وہاڑی
10	اکتوبر	1998ء	ماسٹر نذیر احمد بھیو صاحب	نواب شاہ
30	اکتوبر	1998ء	چوہدری عبدالرشید شریف صاحب	لاہور
یکم	دسمبر	1998ء	ملک اعجاز احمد صاحب	وزیرآباد گوجرانوالہ
14	اپریل	1999ء	مرزا غلام قادر احمد صاحب	ربوہ
9	مئی	1999ء	مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ عمر سلیم بٹ صاحب	چونڈہ سیالکوٹ

تتمہ

8	اکتوبر	1999ء	نورالدین احمد صاحب محمد جہانگیر حسین صاحب محمد اکبر حسین صاحب سبحان علی موڑی صاحب محمد محب اللہ صاحب ڈاکٹر عبدالماجد صاحب ممتاز الدین احمد صاحب	کھلنا۔ بنگلہ دیش
18	جنوری	2000ء	ڈاکٹر شمس الحق طیب صاحب	فیصل آباد
15	اپریل	2000ء	مولانا عبدالرحیم صاحب	لدھیانہ بھارت
8	جون	2000ء	چوہدری عبداللطیف اٹھوال صاحب	چک بھوڑو۔ شیخوپورہ

کوالٹی بانس سٹور
ایوب چوک۔ جھنگ
فون دکان 0471-620988p.p:620265

صارم الیکٹریکل انٹرپرائزز
P-A سسٹم۔ سکیورٹی سسٹم۔ C.C.T.V سیلائٹ سسٹم
فلیٹ نمبر 5۔ بلاک 12/D جناح سپر مارکیٹ
اسلام آباد فون: 051-2650347

30	اکتوبر	2000ء	افتخار احمد صاحب شہزاد احمد بعمر 16 سال عطاء اللہ صاحب غلام محمد صاحب عباس علی صاحب	گھٹیالیاں سیالکوٹ
10	نومبر	2000ء	ماسٹر ناصر احمد صاحب مبارک احمد صاحب عمر 15 سال نذیر احمد صاحب رائے پوری (والد) عارف محمود صاحب (بیٹا) مدثر احمد صاحب	تخت ہزارہ سرگودھا
28	جولائی	2001ء	شیخ نذیر احمد صاحب	فیصل آباد
13	ستمبر	2001ء	نور احمد چوہدری صاحب (والد) طاہر احمد (بیٹا)	سدووالا نیواں نارووال
10	جنوری	2002ء	غلام مصطفیٰ محسن صاحب	پیرمحل۔ٹوبہ ٹیک سنگھ
کیم	ستمبر	2002ء	مقصود احمد صاحب	فیصل آباد
14	نومبر	2002ء	عبدالوحید صاحب	فیصل آباد
15	نومبر	2002ء	ڈاکٹر رشید احمد صاحب	رحیم یار خان
25	فروری	2003ء	میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ	راجن پور

نلکی، بٹن، زری، مکرامہ بنانے کیلئے مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔
نصیر زری سٹور سکول والی گلی ریل بازار۔اوکاڑہ
طالب دعا: شیخ منیب احمد

6فٹ سالڈ ڈش اور ڈیجیٹل سیٹلائٹ پر MTA کی کرسٹل کلیئر نشریات کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
فرج۔فریزر۔واشنگ مشین
T.V - گیزر۔ائرکنڈیشنر
سپلیٹ۔ٹیپ ریکارڈر۔وی سی آر
بھی دستیاب ہیں۔
1۔لنک میکلوڈ روڈ
رابطہ۔ انعام اللہ
بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
7231680
7231681
7223204
7353105

چوہدری اکبر علی موبائل: 0300-9488447
پروپرائیٹر
عمر اسٹیٹ ایجنسی
جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
9۔ ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔فون: 5418406-7448406

فل سیٹ۔فکس دانت برج کراؤن۔پورسلین ورک کیلئے
جنود ڈینٹل لیبارٹری بلاک 12 سرگودھا
فون: 713878 موبائل: 0320-5741490

تمام گاڑیوں و ٹریکٹروں کے ہوز پائپ
آٹوز کی تمام آئٹم آرڈر پر تیار
سینکی ربڑ پارٹس
جی ٹی روڈ چناّ ٹاؤن نزد گلوب ٹمبر کارپوریشن نیو وزوالا لاہور
فون فیکٹری 042-7924522,7924511
فون رہائش 7729194

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ فون۔ 214750
اقصیٰ روڈ فون۔ 212515
SHARIF
JEWELLERS

مطب حکیم میاں محمد رفیع ناصر
NASIR ناصر
اوقات کار: موسم گرما صبح ۸ تا ۲ بجے شام ۶ تا ۸ بجے بروز جمعرات ناغہ

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ہمدردانہ مشورہ ۔ کامیاب علاج

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
(04524) 211434-212434 FAX: 04524-213966

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:211550 Fax 04524-212980
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

ڈیجیٹل ریسیورز نہایت سستے داموں میں دستیاب ہیں ۔ ہر جگہ فٹنگ کی سہولت
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
☎211274-213123

اقصیٰ فیبرکس
اقصیٰ مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
پروپرائٹر: محمد طاہر کاہلوں
Fix Price
کراچی کی لون الکرم، لون گل احمد، لون فردوس کلاسیکی لٹھہ چیئرمین اور دیگر تمام ریشمی اور سوتی کپڑے اعلیٰ کوالٹی ارزاں نرخوں پر حاصل کریں۔

AL-FAZAL
JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH: 04524-213649

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ ۔ کاروباری سیاحتی بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ۔ ساتھ لے جائیں
ڈیزائن: بخارا اصفہان شجر کاری ٹیبل ڈیزائن کشن افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان آف شکر گڑھ
☎ 12 ۔ نیگور پارک نکلسن روڈ لاہور عقب شوبرا ہوٹل
042-6306163-6368130 Fax:042-6368134
E-mail:muaazkhan786@hotmail.com

خالص سونے کے زیورات
MAULA BUS STF
قمر جیولرز
گول بازار ربوہ
فون دوکان: 04524-213589
گھر: 04524-214489
موبائل: 0303-6743501
میاں قمر احمد

البشیرز
معروف قابل اعتماد نام
پیج
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات و ملبوسات اب پتوکی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز شوروم ربوہ
فون شوروم پتوکی 04524-214510-04942-423173

نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
23 ۔ قیراط اور 22 قیراط جیولری سپلائرز
فون دوکان: 212837 رہائش: 214321
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں وسیم احمد ایم بی اے

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
نیشنل الیکٹرونکس
ڈیلران: ریفریجریٹر ڈیپ فریزر سپلٹ AC ونڈو AC واشنگ مشین کوکنگ رینج، کلر TV
ڈاؤلینس، پیل ویوز، فلپس ایل جی سام سنگ، پرا ایشیاء ۔ انڈس
احمدی احباب کیلئے خاص رعایت ہم آپ کے منتظر ہوں گے۔
لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور فون 7223228-7357309

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں
جدید اور فینسی مدراسی، اٹالین، سنگاپوری اور ڈائمنڈ کی ورائٹی کے لئے تشریف لائیں۔
افضل جیولرز
صرافہ بازار سیالکوٹ
پروپرائٹر عبدالستار فون دکان: 0432-592316
فون رہائش 292793 موبائل: 0300-9613255
Fmail:alfazal@skt.comsats.net.pk
فائن آرٹ جیولرز
بازار شہیداں سیالکوٹ
فون دوکان: 0432-588452 پروپرائٹر: سفیر احمد
فون رہائش: 0432-586297 موبائل: 0300-9613257
E-mail:fineart_jewellers@hotmail.com

انٹرنیشنل معیار کے مطابق خالص سونے کے مدراسی، اٹالین، سنگاپوری، ملتانی زیورات
Estd. 1960
فینسی جیولرز
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
Off: 04524-212868
Res: 04524-212867
Mob: 0320-4891448
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
E-mail: mazharahmad2001@yahoo.com

خوشخبری چاندی میں الیس اللہ کی نئی انگوٹھیوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی ۔ فرحت علی جیولرز اینڈ
زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
فون 213158

گوندل ٹینٹ اینڈ پکوان مرکز
نئی کاریں ۔ لوڈر گاڑیاں اور ویگن ہائی ایس کرایہ پر حاصل کریں
گولبازار ربوہ ۔ فون نمبر 212758

موسم گرما کیلئے کیور یٹو ادویات

SUMMER TONIC TABS	25/-	گرمی، لو، ہیٹ سٹروک سے بچاؤ اور بد اثرات کیلئے خوش ذائقہ ٹکیاں
HEAT CURE	30/-	گرم موسم یا خوراک ناقابل برداشت ہو۔
EPISTAXIS CURE	30/-	نکسیر، گرمی یا چوٹ وغیرہ سے ناک سے خون آنا۔
SUN HEADACHE CURE	30/-	سورج کی گرمی سے سردرد ہونا۔

ادویات و لٹریچر ہمارے سٹاکسٹ سے یا براہ راست ہیڈ آفس سے طلب فرمائیں۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی انٹرنیشنل ربوہ
فون آفس: 213156 کلینک: 214606
سیلز: 214576 فیکس: 212299

خدا کے فضل سے بشیر اینڈ کمپنی نے 50 سال کا انقلابی سفر مکمل کرلیا ہے
اس گولڈن جوبلی کے بعد پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے رواں دواں ہے
Ph-7661915
7654501
بشیر اینڈ کمپنی ۔ بنارسی والے
قائم شدہ 1953ء
ریڈی میڈ گارمنٹس تیار کرنے والے حضرات کی ضرورت کا فینسی کپڑا دستیاب ہے۔
111 ۔ خواجہ بازار سفینہ بلاک اعظم کلاتھ مارکیٹ ۔ لاہور فون 7654290-7632805

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29